آفتاب خطابت، مشعل ہدایت

عطاء اللہ

جل وعلا شانہ نے قرآن پاک میں ادنی ادنی فروعی مسائل کو بیان فرمایا ہو (بعد کسیقدر فاصلہ کے لکھتے ہیں)
جو امر اہلی اعتقادی ہو وہ صراحت و وضاحت کے ساتھ کتاب میں ضرور مذکور ہو ورنہ یہ بالبداہت خلاف
عقل ہے کہ امور فروعی غیر ضروری کو تو باہتمام بیان فرمائے اور اعتقادی ضروری مہتم بالشان کا ذکر بالکل
چھوڑ دے) یہ عبارت بہ ندائے صاف کہہ رہی ہے کہ خدائے پاک نے امور فروعی غیر ضروریہ کو بصراحت
و وضاحت قرآن میں بیان فرمایا ہے اور امامت کا اصلا ذکر نہیں کیا) یہ تحریر بزبان حال گویا ہے کہ امامت
فروعی غیر ضروری چیزوں سے بھی نمبر آخر رکھتی ہے افسوس ہے کہ اس خاتم المجتہدین اہل سنت نے قرآن حفظ
کر کے بھلا دیا یا کہ بعداوت منصب امامت سمجھ بوجھکر انکار کیا کہ ذکر امامت سے اوراق قرآنی سادہ نظر آتے
ہیں اس لکھنے سے قرآن کی جلالت و عزت میں بڑا فرق آگیا کیونکہ مسلمانوں کو اس پر بڑا فخر و ناز ہے کہ
قرآن رطب و یابس پر شامل ہے - کوئی چیز ایسی نہیں جس کی خبر وہی سے کتاب الٰہی معطل ہو جو لوگ
قرآن کو ذکر امامت سے خالی بتلاتے ہیں وہ مطلق عزت قرآن نہیں جانتے مقلدین صاحب مطرقہ
غور فرمائیں جبکہ بقول انکے اور فی الواقع امور فروعی کا بیان داخل قرآن ہو اور امامت کا بالکل نہو تو
آیہ (ولا رطب ولا یابس) و دیگر آیات کی جو اسکے ہم معنی ہیں تصدیق نہوگی خشکی اور تری دونوں صفات سے
بری سمجھی جائیگی ہرگاہ خلافت ایک بے حقیقت چیز ہے جسکو خدائے خارج از کلام [illegible]
(یہ تحفہ احمدی لاہور میں چھپا ہے صفحہ ۲۷۱)
ایسے خلفاء کی خلافت کے منکر کو کافر کیوں بتلاتے ہیں - چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب ہفتم میں
لکھتے ہیں) حق تعالے در قرآن مجید منکر خلافت ثلاثہ را نیز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ) مولوی عبدالحئی
لکھنوی جنکا پایہ علمی نہایت بلند ہے اپنے فتاوے مطبوعہ لکھنؤ میں بجواب اہلسنت اسطرح تحریر فرماتے ہیں

سوال

روافض را کافر اعتقاد باید کرد یا مسلم

جواب

این مسئلہ قدیماً و حدیثاً مختلف فیہ است و تحقیق این ست کہ منکر خلافت صدیق اکبر یا منکر [illegible] ایشان
بجای خلافت یا ضلال دانندہ سب شیخین باشد در اکثر کتب فقہ او را کافر نوشتہ اند (و انکر خلافۃ الصدیق
فہو کافر) فتاوائے عالمگیری میں ہے (من انکر عن خلافۃ ابی بکر و عمر فقد کفر) تعجب ہے کہ جو چیز فروعی ہو اور
جس کے ذکر کو قرآن کے کسی گوشہ میں جگہ نہ ملے اسکا انکار منکر کو کافر بنا کر کشاں کشاں جہنم میں لیجائے علمائے

اہل سنت بھی عجیب خوش خیال ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن میں خدا نے خلافت کا ذکر نہیں کیا
شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ آیۂ استخلاف میں منکر خلافت ثلاثہ کو کافر کہا گیا ہے ایک بزرگ فرماتے
ہیں کہ ابوبکر و عمر کی خلافت کا منکر کافر ہے نہ معلوم ان اقوال مخالف اور متضاد میں سچا کون ہے بحمد اللہ
بہ اقرار بعض علمائے سنیہ یہ بات بالضرور ثابت ہو گئی کہ خلافت کا منکر کافر ہے چونکہ سوائے انکار اصول لازم
کفر عائد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا خلافت کا داخل اصول ہونا لازم آگیا اہل سنت جو خلافت کو اصول دین میں
داخل نہیں کرتے لہٰذا اُن کا دین ناقص ہے اور شیعہ کا امامت کو اصول سمجھنے سے کامل۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ کلام مجید میں ائمۂ ہدایت و ضلالت دونوں کا ذکر موجود ہے مگر جو آیات کہ ارباب ہدایت
سے متعلق ہیں وہ باعتبار کردار خلفاء ثلاثہ سے چسپاں نہیں ہو سکتیں بنا بر آں اُن کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ
قرآن میں ذکر امامت نہیں ہے شاہ صاحب نے حسب صراحت بالا اقرار کیا کہ آیۂ استخلاف ثلاثہ کی
خلافت سے وابستہ ہے مگر دوسری جگہہ لکھدیا کہ خلفاء ثلاثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص و در فضیلت ہم بحث
بسیار است (یعنی حضرات ثلاثہ کی شان میں کوئی آیۂ مبشر بخلافت وارد نہیں ہوئی اور نہ اُن کا افضل امت
ہونا تسلیم شدہ ہے) حقیر نے رسالۂ اعجاز داؤدی میں جو کہ بجواب مطرقۃ الکرامہ لکھا گیا ہے چند آیات و
[illegible] رت امیر کی خلافت منصوص من اللہ ہے کلام اقدس میں کئی جگہ ذکر امامت
کا آیا ہے مگر ہر حافظ یا ناظرہ خواں قوتِ استنباط نہیں رکھتا۔ قرآن کے مطالب کو اُسی گروہ نے سمجھا ہے جنکے
گھر میں وہ آسمان سے آیا تھا جنکو قرآن میں راسخون فی العلم اور فاسئلو اہل الذکر کے
لفظوں سے دیا گیا ہے وہ گروہ اہلبیت علیہم السلام کا ہے چنانچہ طبرانی نے بہ سند صحیح اور ابن حجر مکی نے
صواعق محرقہ میں اور شیخ احمد شافعی نے کتاب وسیلۃ المال میں عامر بن لیلی و حذیفہ بن رشید سے روایت کی ہے
کہ آنحضرتؐ نے فرمایا انی تارک فیکم امرین لن تضلوا بعدی ان اتبعواھما وھما کتاب اللہ واھلبیتی
عترتی انی سائلت ذلک لھما فلا تقدموھما فتھلکوا ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم یعنی میں تم میں
دو امر چھوڑتا ہوں اگر انکا اتباع کرو گے کبھی گمراہ نہو گے ان میں ایک قرآن ہے دوم میرے اہلبیتؑ میں
تم سے بروز قیامت پوچھونگا کہ دونوں سے کس طرح پیش آئے لازم ہے کہ اُنپر کسی امر میں تقدم نکرو اور نہ انکو
کسی طرح کی تعلیم دو وہ تمسے ہر بات میں اعلم ہیں اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔ واقعہ بالا کو شاہ عبد العزیز صاحب نے
تحفہ کے صفحہ (۱۳۹) پر اسطرح لکھا ہے باتفاق شیعہ و سنی ثابت ست کہ پیغمبر فرمود انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ

وعترتی ما تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی یعنی من درمیان شما دو چیز بزرگ میگذارم قرآن واہلبیتؑ از ینجا معلوم شد کہ پیغمبر مارا حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ پس مذہبیکہ مخالف این ہر دو باشد شرعاً وعقلاً باطل است پس علمائے اہل سنّت کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرتؐ نے اُمّت کو قرآن وعترت کے حوالہ کیا ہے بایں صورت لازم آیا کہ مسلمانوں میں فرقہ ناجی وہ ہی ہے جو کہ تابع اہلبیتؑ ہو اور جو گروہ کہ مسائل دین اہلبیتؑ سے اختلاف رکھتا ہے اور اُن کے احکام کو بے وقعت سمجھتا ہے وہ سالک مسلک ناصواب ہے۔ رسالہ تقریر دلپذیر مطبوعہ پریس حافظ آباد لاہور میں حقیر نے بہ نقل آراء علمائے اہلسنت ثابت کر دیا ہی کہ حضرات سنّیہ کو اہلبیتؑ سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ اکثر اکابر سنیہ نے بہ الفاظ صاف وصریح اُن کی مذمّت کی ہے اور بعض نے اپنی تحقیقات سے ضعف اسلام کا سبب اصلی حضرت امیرؑ کو تجویز کیا ہی اور جملہ مفاسد کا بانی خاندان نبوت کو تحریر فرمایا ہے اور صاف لفظوں میں لکھدیا ہے کہ ہم کو در باب دینیات اہلبیتؑ نبوی سے کوئی تعلق نہیں بعض علماء نے یہاں تک ترقی کی ہی کہ خاندانِ رسالت کو جھوٹا دغاباز یا وہ گو تجویز فرمایا ہے۔ بہ ثبوت اِس کے کہ اہل سنت نے ارشاد نبوی سے اختلاف کر کے اہلبیتؑ کو ناکارہ محض سمجھا ہے چند باتیں اجمالاً دکھلاتا ہوں بہ تفصیل شائقین تقریر دلپذیر واعجاز داؤدی میں ملاحظہ فرمائیں۔ صحیح مسلم کے ترجمہ میں جو کہ مطبع [illegible] لاہور میں چھپا ہے صفحہ [illegible] باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع پر یہ عبارت لکھی ہے) ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ میں نے مُغیرہ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے حضرت علیؑ سے جو لوگ روایت کرتے تھے اُن کی روایت نہ مانی جاتی تھی جب تک عبداللہ ابن مسعود کے ساتھی اس کی تصدیق نہ کرتے تھے بقول۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا جبکہ طبقہ اوّل کے حضرات جناب امیرؑ کی روایات کو ایسا بے قدر جانتے تھے کہ بلا شمول اصحاب ابن مسعود نامعتبر محض سمجھتے تھے تو زمانہ آخر کے لوگوں نے جو استفادہ کیا ہوگا اُس کا حال اِسی سے عیاں ہے۔ شاہ صاحب تحفہ کے باب یازدہم میں لکھتے ہیں اکہ ابو حنیفہ نے اکثر مسائل میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مخالفت کی۔

پس واضح ہو گیا کہ سنّی نہ اہلبیتؑ کو اچھا سمجھتے ہیں اور نہ اُن سے دینیات میں کوئی مسئلہ اخذ کرتے ہیں۔ بلکہ اُلٹے درپے توہین وتذلیل ہیں اہلبیتؑ نبوی سے بحدے برگشتہ ہیں کہ اُن کے صریح دشمنوں کو اچھا جانتے ہیں تمام عالم کو اسپر اتفاق ہے کہ یزید پلید سے زیادہ دشمن اہلبیتؑ کوئی نہیں گذرا

حضرات اہلسنت در دل اُسکو بھی لایق درود وسلام جانتے ہیں زمانہ حال میں مرزا حیرت
دہلی مالک گمنام گزٹ نے اپنا اور اپنے ہم مذہبوں کا عقیدہ ظاہر کردیا اخبار ۲۳۔ فروری
۱۹۰۷ء مطابق ۹۔ محرم ۱۳۲۵ھ کو پڑھو انشاء اللہ فقرات ذیل بےکم وکاست وقف نظر ہوں گے۔

(۱) حضرت یزید علیہ الرحمۃ

(۲) اب ہم اس بات کو دکھاتے ہیں کہ حضرت یزید علیہ الرحمۃ کی نسبت

(۳) اِس شاہ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بعض لوگوں نے عربی کے چند اشعار موزوں کئے

(۴) اُسوقت دمشق میں سینکڑوں جلیل القدر صحابہ یزید علیہ الرحمۃ کے دربار میں موجود تھے

(۵) جس جوش اور صاف دلی سے حضرت یزید علیہ الرحمۃ کی تعریف کی ہے صفحہ ۳

میرے پاس اس بات کا ثبوت کہ تمام اہلسنت یزید کو اپنا ہادی و امام و شاہ اسلام جانتے ہیں اس سے
زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ اکثر سنیان ہندوستان اُن کے اخبار کے خریدار اور مال سے مددگار ہیں دبدم
اُن کے اخبار کی اشاعت سنیوں میں بڑھتی جاتی ہے اگر مرزا کی تحریر ناپسند خاطر ہوتی تو ایسے
اخبار کو جس میں یزید قابل رحمت تجویز کیا گیا ہو یک قلم خریدنا چھوڑ دیتے ۔ المختصر شیعہ و سنی میں درباب
خلافت جو نزاع ہے وہ صرف اسقدر کہ سنی کہتے ہیں کہ خلیفہ رسولؐ وہ ہو سکتا ہے جس کو چار آدمی
خلافت کے لئے اجماعی صورت سے منتخب کریں چونکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں بہ مقابلہ انصار حاضرین جلسہ
نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرلی لہٰذا وہ اجماع امت سے خلیفہ ہو گئے ۔ شیعہ کا قول ہے
کہ خلافت کے لئے اجماع ضروری نہیں ہے اور نہ خلافت حضرت ابوبکر پر اجماع ہوا اور نہ اجماع
کوئی وقعت رکھتا ہے دیکھو بوقت خلافت جناب آدم علیہ السلام فرشتوں نے متفق اللفظ ہو کر جناب باری
سے عرض کیا تھا کہ حضور بنی آدم کو خلیفہ نہ کریں اُن کی خلافت باعث مفاسد ہوگی وہ باہم خونریزیاں
کرکے زمین کو تختہ فساد بنا دیں گے ۔ حضرت جل و علا نے اُن کی مجموعی رائے کو توڑ کر فرمایا انی اعلم
مالا تعلمون (یعنی ہم تم سے دانا تر ہیں جس بات کو ہم جانتے ہیں اُس کی حقیقت سے تم آگاہ نہیں ہو سکتے
جبکہ مقربان بارگاہ الٰہی کا جو کہ باتفاق معصوم ہیں عدم تجویز خلافت پر اجماع ممدوح نہیں ہوا تو چند خودغرض
اور غیر معصوم لوگوں کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ۔ علاوہ بریں اجماع اور کثرت رائے جس عنوان سے
محمود سمجھا جاتا ہے وہ بھی حضرت صدیق کے لئے معرض وقوع میں نہیں آیا اجماع اسکو کہتے ہیں کہ

تمام صحابہ دفن نبی سے فارغ ہوکر اول بطریق ماتم پرسی اہلبیتؑ کی دلداری کرتے ایسے سخت حادثہ پر اُن کو دلاسا دیتے پھر مسجد نبوی میں جمع ہو کر باخود با مشورہ کر کے اہل بیت یا جماعت صحابہ سے کسی کو منتخب کر کے مسند صدارت پر بٹھاتے مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا اکابر صحابہ جن میں شیخین اوّل سنیہ شمار کیے جاتے ہیں نبی کو بے غسل وکفن چھوڑ کر ایک بدمعاش زمانہ (سقیفہ بنی ساعدہ میں) جا گھسے اور وہاں بہ تجویز حضرت عمر و ابو عبیدہ جراح حضرت صدیق خلیفہ رسول مان لیے گئے عوام الناس وجہلاء اُس کا نام اجماع رکھ لیا اجماع کے لیے جو باتیں ضروری ہیں اُن کو حقیر نے بوضاحت تمامتر رسالہ دلیل المتحیرین و اعجاز داؤدی میں لکھدیا ہے جس مقام پر حضرت عمر پر خدا اُس جگہ اُن کے درجات عالی کرے اُنہوں نے اپنے عہد خلافت میں اجماع کی پوری حقیقت ظاہر کر دی ایک روز سر منبر کہدیا کہ بیعت ابوبکر ناگہانی طور پر بلا مشورہ اور سوچے سمجھے واقع ہو گئی تھی خدا نے اُس کی شرارت سے بچایا اگر آیندہ کسی نے مثل ابوبکر حصول خلافت میں مبادرت کی تو اُس کو قتل کرا دیا جاوے گا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی تحفہ کے باب دہم میں تسلیم کر لیا ہے کہ بے شبہ خلیفہ دوم نے ایسا کہا تھا اگر حضرت عمر کو اُن کے مقلد سچا جانتے ہیں تو صدیق کی خلافت کو اجماعی نہ کہیں بلکہ مادہ شرارت سمجھیں اور نیز مثل اُن کے مدعی خلافت کو واجب القتل۔ بخلاف اہل سنت شیعہ کا مقولہ ہے کہ خلافت نبوی اُس کے لئے زیبا ہے جسکے لئے خدا نے قرآن پاک میں حکم فرمایا ہو اور جس پر نبی نے نص فرمائی ہو چنانچہ حقیر نے رسالہ اعجاز داؤدی میں چند آیات و احادیث مثبت ومبشر خلافت لکھدی ہیں چونکہ واقعہ غدیر من جمیع الوجوہ ثبوت خلافت مرتضوی کے لئے نص قاطع ہے۔ لہٰذا اُس کی حقیقت پر حضرات اہلسنت کو مطلع کیا جاتا ہے اگر حضرات سنیہ بہ ترک تعصب واعتساف نظر فرماویں گے تو انشاء اللہ یہ چند اوراق اُن کی ہدایت کے لیے کافی ہو جائیں گے۔

واقعات متعلق بہ واقعۂ غدیر از کتب سُنّیہ جن سے حضرتِ امیرؑ کی خلافت ثابت ہوتی ہے

کتب اہل سُنت میں وارد ہوا ہے کہ خدائے کریم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کو مطلع فرمایا

کہ آپ کا زمانۂ حیات بہت کم باقی ہے مناسب ہے کہ علیٔ مرتضیٰ کی ولایت کا اعلان کردو چونکہ
آپ کے صحابہ میں منافقین بہ کثرت تھے نظر بر آں آنحضرتؐ اُس کے اظہار سے بخوف فساد نہایت
دل تنگ ہوئے آپ کو کھٹکا ہوا کہ منافقین مجھکو جھٹلائیں گے اور سرتابی کر کے فتنہ و فساد پر آمادہ
ہو جائیں گے۔ حضرتؐ نے بارگاہ حافظ حقیقی میں عرض کیا کہ اے دافع البلیات و کاشف الکربات
میں اپنی تنہائی پر افسوس کرتا ہوں خوف ہے کہ میرے لشکری جن میں اکثر منافقین ہیں میری ہدایت پر نچلیں
اور درپئے تخریب ہو جائیں آنحضرتؐ نے بخیال مصرحۂ بالا چند روز تعمیل حکم میں تامل کر کے انتظار موقع
کیا اسی عرصہ میں حج کا زمانہ قریب آ گیا کیونکہ بعلم نبوت حضرتؐ کو معلوم تھا کہ سال آئندہ کے حج میں ہم شریک
نہونگے۔ اور ہمارا حج آخری ہے۔ لہٰذا آپ نے قبایل عرب میں منادی کرا دی کہ امسال سب اہل اسلام
ہمارے ساتھ طواف بیت اللہ میں شریک ہوں مورخین لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں
کا مجمع مکہ میں ہو گیا حضرت امیرؑ کی خلافت کے اعلان کا حکم تو آ ہی چکا تھا اس موقع پر حضورؐ نے اُسکے
اظہار کا موقع دیکھکر (الکنایۃ ابلغ من التصریح) بہ اشارہ صریح اُسکا اعلان بہ ایں عنوان کیا کہ روز عرفہ
ناقہ قصویٰ پر جلوہ افگن ہو کر ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس ہماری وفات کا زمانہ قریب پہنچا یقین ہے کہ پیک رب العالمین
آئے اور ہمیں بہ شوق لقائے پروردگار لبیک کہوں تمہاری ہدایت کے لئے دو چیزیں عظیم القدر کہ ایک
دوسرے سے بالاتر ہیں چھوڑتا ہوں اور وہ دونوں باہم ایسی پیوستہ ہیں کہ تا حوض کوثر ملی جلی
ہمارے پاس پہنچیں گی اگر تم اُن کا اتباع کرو گے گمراہی میں نہ پڑو گے اہل سنت کے چند علماء
اور بالخصوص شاہ صاحب نے حسب صراحت صدر اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اس جگہ بلا خوف
تکرار کلام صحاح ستہ سے صحیح ترمذی کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں قال جابر رائت رسول اللہ
صلعم فی حج یوم عرفہ و ہو علی ناقۃ القصویٰ یخطب فسمعتہ یقول ایہا الناس انی ترکت
فیکم ما ان اخذ تم بالن تضلوا کتاب اللہ و عترتی و اہلبیتی جابر کہتے ہیں
کہ میں نے مکہ معظمہ میں بروز عرفہ نبی آپ کو دیکھا کہ ناقہ قصویٰ پر سوار تھے اور عامۃ الناس سے فرماتے
تھے کہ میں کلام مجید اور اپنے اہلبیتؑ کو تم میں چھوڑتا ہوں اگر ان دونوں کی اطاعت کرو گے کبھی گمراہ
نہو گے ہر چند کہ آنحضرتؐ پورے طور پر بہ تعمیل ارشاد باری تبلیغ فرما چکے تھے اور بظاہر جانشینی
میں تعظیم و تکریم اہلبیتؑ کی تمام مدارج کو طے فرما دیا تھا لیکن مشیت ایزدی میں اس سے زیادہ

تصریح و توضیح مناسب معلوم ہوئی۔ جبکہ آنحضرتؐ مکہ معظمہ سے مدینہ کو واپس ہوئے غدیر خم پر پہنچے
جبرئیل علیہ السلام نے بعد تحفہ درود عرض کیا کہ ملک العلام نے آپ کو یہ پیغام دیا ہے یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس
یعنی اے ہمارے حبیب جس حکم نے کہ تم پر حسن نزول پایا ہے اُسکو خلقت تک پہنچادو اور اگر نہ
پہنچاؤگے تو گویا تمنے ہماری رسالت ہی نہیں کی اور آپ کچھ خوف و اندیشہ نہ کریں شرور شیاطین
و فساد معاندین سے ہم بچانیوالے ہیں اس آیہ مبارکہ پر اہل بصیرت کو گہری نظر ڈالی چاہیئے (لفظ
ما انزل الیک) سے صاف صاف عیاں ہے کہ قبل از نزول آیہ آنحضرتؐ کو لئی حکم نازل ہوا
تھا جس کے ابلاغ میں آپ نے تامل فرمایا تھا چونکہ وہ حکم جلیل اور مہتم بالشان تھا لہذا اُس کے پہنچانے
میں بجدے تاکید ہوئی کہ سلب منصب رسالت کی دھمکی دی گئی بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تنبیہہ
جو آنحضرتؐ پر شدید الفاظ میں کی گئی یہ سرور کونین کی کسی غفلت یا سہل انگاری کا باعث نہ تھا بلکہ اس کا
سبب اصلی وہ ہی تھا جو کہ حضور انور کو اپنے ساتھیوں اور مصاحبوں کی جانب سے لاحق ہو رہا تھا۔
خدائے پاک کا حفاظت معاندین سے اطمینان دلانا صاف و صریح طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آنحضرتؐ
کو جماعت مفسدین کا اندیشہ نہوتا تو آپ ایک لمحہ بھی اُس حکم کے پہنچانے میں تامل نہ فرماتے جو حضرات
غایت خوش اعتقادی سے (الصحابۃ کلہم عدول) کہکر تمام اصحاب کو عادل جانتے ہیں اُنکو جملہ (واللہ
یعصمک من الناس) پر غائر نظر کرکے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ اُن نیک اطوار صحابہ میں ایسے لوگ بھی
شامل تھے جنکے سامنے آنحضرتؐ حکمِ خدا کا پہنچانا خلاف مصلحت سمجھکر متامل تھے اور بوجہ اپنی تنہائی
اور اُن کی شرارت و بدکیشی کے خائف و ترساں تھے آنحضرتؐ کا صحابہ سے خوفناک ہوکر
حکم باری کو معرض تعویق میں ڈالنا جملہ بالا مندرجہ آیہ (بلغ) سے مثل آفتاب نمایاں ہے "
حضرات اہل سنت سمجھکر ارشاد فرمائیں کہ تبلیغ احکام الہیٰ میں آنحضرتؐ کو کس گروہ سے اندیشۂ
فساد تھا مسلمان یا کفار سے ظاہر ہے کہ مخالفان اسلام سے کوئی مظنۂ فساد درباب تبلیغ احکام
نہ تھا کیونکہ وہ نفس نبوت کے منکر تھے اُن کے زعم ناقص میں اسلام ہر طرح قابل قدح تھا وہ لوگ
جزواً و کلاً مخالف تھے اُن کی نظر میں اسلام کا کوئی حکم ممدوح نہ تھا سب کو مذموم اور ساختہ و مجوزۂ
آنحضرت صلعم جانتے تھے جو کچھ بھی خوف تھا وہ اِن ظاہری مسلمانوں سے تھا جو کہ تمغۂ اسلام

گلے میں ڈالے ہوئے کفار سے ہزار درجہ مثل دشمن خانگی مخرب اسلام اور اُسکی جڑ کے اُکھاڑنیوالے تھے اور جن سے بحکم آیہ واقی ہدایہ مندرجہ سورہ تحریم یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین آنحضرت مامور بجدال وقتال تھے علاوہ بریں کفار لئام کو امور اسلام میں نہ کوئی دخل تھا اور نہ عقلاً وروا جائز ہوسکتا تھا کیونکہ ہر سلطان کو کسی قانون کے جاری کرنے یا ولی عہد کے بنانے میں اپنی رعایا سے کھٹکا ہوکرتا ہے غیروں اور مخالفین سلطنت سے اندرونی انتظام میں کوئی اندیشہ نہیں ہوتا پس بوجوہ بالا ثابت ہوگیا کہ جن لوگوں سے آنحضرت خائف ہوکر اعلان خلافت مرتضوی میں ساکت تھے اور جنکے شر و فساد سے بچانے کا خداوند عالم جل شانہ نے وعدہ فرمایا تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل لشکر تھے جن کو اہل سنت بلاقید اخیار و اشرار اچھا سمجھنے والے ہیں۔

ابن مردویہ عالم اہل سنت کا کتاب مناقب سے بیان پیش کرتا ہوں عن ابن عباس قال لما امر اللہ رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان یقوم بعلی فیقول اللہ ما قال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ان قومی حدیثو بالجاھلیۃ ثم مضی بحجتہ فلما اقبل راجعاً نزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی اخرہ علامہ سیوطی نے تفسیر درمنثور میں اس سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر لکھا ہے۔ اخرج ابو الشیخ عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی برسالۃ فضقت بھا ذرعاً وعرفت الناس مکذبی فوعد ربی لابلغن اولیعذبنی فانزلت یا ایہا الرسول بلغ قال رسول اللہ یا رب انا انا واحد کیف اضع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ خلاصہ ہر دو روایات کا یہ ہے کہ آنحضرت نے اعلان خلافت مرتضوی پر عذر کیا کہ میری قوم یعنی اصحاب نو مسلمان ہیں اور جوش جہالت سے اِن کے سینے بھرے ہوئے ہیں عجب نہیں کہ درپے تکذیب ہو جائیں میں اپنی تنہائی سے لرزاں ہوں اسپر خدا نے آیہ ایہا الرسول کو نازل فرمایا جو کہ مشتمل بہ تاکید اکید تھی اہلسنت دیکھیں کہ اُن کے مذہب کے کیسے کیسے عالی قدر علما اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ آنحضرت اپنے اصحاب سے مطمئن نہ تھے اور اُن کو پورا مطیع نہ جانتے تھے بلکہ بوجہ جہالت اُن کی شرارت سے افسردہ طبیعت تھے حقیقت الامر یہ ہے کہ آنحضرت کے صحابہ اکثر جاہل ولایعقل محض تھے اُن کے نزدیک اسلام کو سلام کر کے کافر ہوجانا

چندان دشوار نہ تھا۔ بعض امور میں بخوف ارتداد صحابہ حضرت نے سکوت و تامل فرمایا ہے
اس موقع پر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا جو کہ سنیوں میں بڑے مناظر
گذرے ہیں اظہار قلمبند کیا جاتا ہے مولوی صاحب موصوف رسالہ تصفیۃ العقائد مطبوعہ
مطبع مجتبائی واقع دہلی کے صفحہ (۲۸) سطر ۱۰ پر بایں خلاصہ لکھتے ہیں۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جاہلان امت سے جو اخیر میں بکثرت مسلمان ہو گئے تھے یقین ارتداد و
مخالفت کرکے کعبہ کو منہدم کر کے بنائے ابراہیمی پر نہ بنایا اور دہلیز کو زمین سے نہ لگایا اور
دروازہ شرقی و غربی نہ بنایا حضرت نے خیال فرمایا کہ تغیر بنائے کعبہ سے اتنا ہرج اسلام
لازم نہیں آتا جتنا مسلمانوں کے مرتد ہونے سے ہوگا۔ حضرات اہل سنت توجہ فرمائیں کہ جب
گروہ گروہ جاہل بقول محمد قاسم صاحب نبی کے گرد وپیش ایسے جمع رہتے تھے جنکو اسلام کا
ترک کر دینا ایک سہل بات تھی اور جن سے آنحضرت خائف ہو کر کار منصبی سے معطل رہتے تھے
تو ایسے لوگوں سے خوف کرکے اگر حضرت نے اعلان خلافت مرتضوی میں درنگ فرمائی
تو کیا عجب ہے۔ اہل عقل کو غور کرنا چاہیے کہ جن اپنے ہم نشینوں اور مصاحبوں سے آنحضرت کو
اپنی حیات و سلطنت میں حتماً مظنۂ بغاوت تھا انھوں نے بعد وفات اپنے خبث طینت کو کس حد
تک پہنچایا ہوگا۔ ہائے افسوس واللہ جگر پھٹکا جاتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جناب سرور کونین
کے مصاحب کس درجہ بے اعتبار تھے یہ وقت تو حضرت کی حکمت و ثروت و تندرستی کا تھا
خود سر جماعت فی الجملہ دبی ہوئی تھی۔ مگر حضور کے صاحب فراش ہوتے ہی آنکھیں بدلنے لگے لشکر
اسامہ کی شرکت سے سرتابی کی دوات و قلم کے قصہ میں برسر جلسہ ایسے کلمات لایعنی کہے (ہذیان)
جن کو یاد کرکے ابن عباس اتنا روتے تھے کہ سنگریزہ مسجد تر ہو جاتے تھے۔ بمجرد انتقال
حکومت کی تگ و دو میں اپنے سردار کے جنازہ کو بے دفن چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے چنانچہ
مولوی خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں تسلیم کر لیا ہے کہ شیخین نے دفن سرور عالم پر
انتظام خلافت کو اسواسطے مقدم کیا تھا کہ آپ کی نعش اقدس سڑنے بگڑنے متعفن ہونے سے
محفوظ تھی) بعد ازیں اہلبیت نبوی کو مجبور کیا کہ اُن کی بیعت کریں جبکہ اُنہوں نے انکار کیا۔ گھر پر
آگ اور لکڑیاں لیکر گستاخانہ حرکات سے پیش آئے ۔ وراثت کو اُن سے ضبط کر لیا جناب سیدہ

کے رونے سے جو کہ وفات پدری پر بعد دردجگری کیا جاتا تھا کراہت ظاہر کی خاندان نبوت میں کبھی کسی کو چار روپیہ کی جیراسندی اس سے بلاتکلف واضح ہوگیا کہ وہ لوگ قطعی دشمن آل رسولؐ تھے اور باایں کثرت حضرت کے گرد وپیش تھے کہ سوائے منافقین کوئی دلسوز کم نظر آتا تھا۔ موالئین بوجہ قلت درجہ ندرت پر پہنچے ہوئے تھے۔ اگر منافق بکثرت نہوتے تو آپ حسب اندراج تفسیر درمنثور مندرجہ بالا یفرماتے (انما انا واحد کیف اضع یجمع علی الناس آنحضرتؐ کا خدا سے اپنی تنہائی کا عذر کرنا صاف طور پر منافقین کی زیادتی تعداد کا ثابت کرنیوالا ہے۔ بہرحال کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلافصل پر ہمارے پاس دلائل بیحد وانتہا ہیں۔ کتاب الفین جسمیں دو ہزار دلیلیں مندرج ہوئی ہیں اسی باب خاص میں ترتیب ہوئی ہے جسکا ذکر تحفہ میں شاہ صاحب نے کیا ہے مگر یہ (یا ایہا الرسول) موصوف الصدر اس مادہ میں خاص ہے پس حق طلب آدمی کیلئے یہ بات قابل التفات ہے کہ آیہ (یا ایہا الرسول) کب اور کس تاکید میں نازل ہوئی اور بعد نزول آنحضرتؐ نے کیا عمل فرمایا اگر تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ تاکید شدید جناب ختمی مرتبتؐ پر حضرت امیرؑ کی خلافت کے ظاہر کرنے میں ہوئی تھی اور آنحضرتؐ اسکا اعلان کرکے جناب علیؑ مرتضیٰ کو اپنا مستقل جانشین کر چکے تھے مگر امت نے بطمع حکومت و ریاست حضرت امیرؑ کے عہدۂ خداداد کو بہ اتفاق یکدگر ضبط کرکے نیز ابواب ظلم وجور کشادہ کئے تو پھر خلفاء ثلاثہ کو محب رسولؐ و تابع اہلبیتؑ خیال کرکے اُن کی خلافت کا معتقد ہونا زبردستی وادی ضلالت کی تاریک گھاٹیوں میں سرگرداں ہونا ہی واضح ہو کہ ۲۲ کبر علمائے سنت جن کے اسمائے گرامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں اِس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ آیہ یا ایہا الرسول غدیر میں حج آخر سے لوٹتے ہوئے نازل ہوئی نام اُن علمائے سنیہ کے حسب الذیل ہیں۔

فہرست اسمائے محدثین وعلماء جوکہ نزول یاایہا الرسول کے میدانِ غدیر میں ناقل ہیں

ابن ابی حاتم[۱] عبدالرحمن بن محمد محمد بن عبدالرحمن الشیرازی[۲] احمد بن موسی بن مردویہ[۳] احمد بن محمد الثعلبی[۴] ابونعیم احمد بن عبداللہ[۵] علی بن احمد الواحدی[۶] مسعود بن ناصر السجستانی[۷] عبیداللہ[۸]

محمد[11] بن طلحۃ النصی امام[12] فخرالدین رازی ابن عساکر علی ابن الحسن[9] بن عبداللہ الحکانی[10]

علی[14] بن شہاب الدین الہمدانی حسن[13] بن محمد النیشاپوری عبدالرزاق[15] بن رزاق اللہ الرسی

عبدالرحمن[17] بن ابی بکر السیوطی محمود[16] بن احمد العینی علی[18] بن محمد المعروف بابن الصباغ مالکی

جمال[20] الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی حاجی[19] عبدالوہاب بن محمد محبوب[21] عالم بن صفی الدین جعفر

شہاب[21] الدین احمد مرزا[22] معتمد خان بدخشانی

اگر تمام علماء کی عبارتیں نقل کیجائیں تو طوالت ہوگی جس کو شوق ہو حدیث غدیر کی جلد دوم میں جو کہ

از جملہ مجلدات عبقات الانوار ہے صفحہ (۲۶۹) سے تا صفحہ (۵۴۲) ملاحظہ فرمالیویں تمام کتابوں

کی عبارت مع توثیق انشاء اللہ وقف نظر ہوگی اس جگہہ بنظر تسکین ناظرین صرف امام فخرالدین رازی

کا بیان تفسیر کبیر سے پیش کیا جاتا ہے۔ صاحب تفسیر نے نزول آیہ (یاایہا الرسول) کے دس سبب

درج تفسیر فرمائے ہیں دسواں سبب جو قرار دیا ہے اُس کو عرض کیا جاتا ہے العاشر نزلت

ھذہ الآیۃ فی فضل علیؑ رضی اللہ عنہ ولما نزلت ھذہ الآیۃ اخذ بیدہ وقال

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر

رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن

ومومنہ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد ابن علی یعنی دسواں سبب

یہ ہے کہ یہ آیت فضیلت علیؑ میں نازل ہوئی ہے بوقت نزول نبی اکرم نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کے علیؑ بھی مولا ہیں خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے اُس کو تو بھی دوست

رکھ اور جو اُن سے دشمنی رکھے تو بھی اُن سے دشمنی رکھ اس اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے جناب امیرؑ سے ملاقات کر کے فرمایا کہ مبارک ہو کہ آج یعنی صبح کی تھی آپ نے کہ

میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولی ہوئے اس وقعہ کو ابن عباس اور براء ابن

عازب اور محمد بن علیؑ (امام محمد باقرؑ) نے روایت کیا ہے۔ ان میں دو صحابی ناقل روایت

ہیں اور ایک امام پنجم خاندان نبوت سے جناب ابن عباسؓ کا ارشاد و یہ مفسرین میں ہے

اُن کے بیان کا مؤید و شید امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے میں یقین نہیں کر سکتا کہ کوئی

مرد مسلمان معاذ اللہ حامل علوم اولین و آخرین باقر علم النبیین کے بیان ہدایت بنیان کو محمول

یہ کذب کر سکے - رشید الدین خاں صاحب تلمیذ جناب شاہ صاحب نے شوکت عمریہ میں
لکھا ہے کہ ائمہ دوازدہ گانہ سے جو روایات کہ صحیح طریقہ سے مروی ہوں اُن پر یقین
کرنا عین ایمان ہے - عبارت یہ ہے) اگرچہ ائمۂ اطہار علیہم السلام مستند امت اند و اخبار
ای اخبار مفاتیح مغلقات و مصابیح ظلمات و معماو رحکمت و مظاہر شریعت ست لیکن کلام
در طریق و اصول آں اخبار ست و لہٰذا اوقات روایت یک فرقہ نزدیک آں اہل فرقہ
ماموں و غیر آں مطعون میباشند لہٰذا ہر فرقہ روایات مرویہ را در طریق خود مسلم میدارد
و اخبار رویہ را در فرقۂ مخالف خود مقدوح می انگارد) نتیجہ کلام بزبان اُردو یہ ہوا
کہ ائمۂ اہلبیت کے احکام و روایات مستند ہیں سنی اُن احادیث کو مان سکتے ہیں جو کہ
اُن کے طریق میں منقول و ماثور ہوں - چونکہ فخر الدین رازی نے جو کہ سنیوں میں از جملہ مشاہیر
معدود ہیں تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ قایل تھے کہ نزول آیۂ غدیر میں ہوا ہے تو اب
سنیوں کو بموجب ارشاد رشید الدین صاحب ماننا چاہیئے ہے کہ خلافت مرتضوی منصوص
من اللہ ہے کچھ بھی چون و چرا کریں گے اپنے ۲۲ کس علمار کی غلط نویسی کا خواہ مخواہ اقرار
کرنا پڑے گا شاید بعض حضرات امام فخر الدین رازی کو نامعتبر سمجھکر کہدیویں کہ ہم اُنکی تحریر پر
پابند کئے جانے سے مجبور ہو سکتے لہٰذا اُن پر لازم ہی کہ دیگر علمار مندرجہ صدر کے اقوال
پر نظر ڈالیں اگر تمام علما کی کتب نہ دیکھ سکیں در منثور علامہ سیوطی و تفسیر شاہی محمد
محبوب عالم کا ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ وہ ہی عبارت پیش نظر ہو گی جو کہ بحوالہ امام فخر الدین
رازی اوپر نقل کی گئی - اگر ہر دو علما موصوف بالا کا اعتماد دیکھنا مدنظر ہو تو تحفہ کے
باب سوم کو دیکھیں جس میں بزرگواروں کی جلالت شان کا اظہار شاہ صاحب نے بایں الفاظ
کیا ہے (اہل سنت نیز حضرت امام موصوف یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام و
دیگر ائمہ در تفسیر روایات دارند چنانچہ در درمنثور مبسوط اند و در تفسیر شاہی مجموع و مضبوط -
پس بنظر تسکین ناظرین حبیب سیر سے واقعات غدیر پیش کر کے اپنے دعوی کو ثابت کرتا ہوں
کتاب موصوف میں لکھا ہے کہ نزول در آں منزل یعنی غدیر آں بود کہ قبل از اں حضرت مقدس
نبوی بحسب وحی سماوی مامور شدہ کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش

نصب نماید و آنحضرتؐ اظہار ایں صورت را چتے دریافتہ وقتیکہ از اختلاف مامون باشد
درعقدۂ تاخیر انداختہ بود) یہ فقرہ پکار پکار کر بزبان فصیح کہہ رہا ہے کہ آنحضرتؐ باین خیال
اعلان خلافت مرتضوی میں متامل ہو کر موقعہ کو دیکھ رہے تھے کہ اغیار ناہنجار سے مدینہ
خالی ہو (چوں بہ موضع غدیر خم رسید معلوم شد کہ پس از تجاوز آں منان طوایف مسلماناں از
موکب ہمایوں جدا شدہ بطرف منازل خود خواہند رفت و ارادۂ ازلی مقتضی آں بود کہ
تمامی آں مردم از خلافت شاہ ولایت وقوف یابند ایں آیت نازل شد یا
ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (یعنی استخلاف علیؑ والنفر بیہ بالامامۃ
فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس چوں بتنزل آیہ مذکورہ
وجوب نصب امیرالمومنینؑ بخلافت بہ تحقیق انجامید حضرت رسالتؐ دریں موضع منزل
گزید و فرمود تا سایۂ بعضے از درختاں را صفا دادہ پالاں ہائے شتراں را ساختہ بر زیر یکدگر
نہادند و بلال حسب فرمودۂ رسولؐ متعال ندا کرد کہ (الصلوٰۃ جامعۃ) و ایتے آواز داد
کہ (حی علی خیر العمل) خلایق مجتمع گشتہ رسولؐ بر بالائے آں پالاں ہا برآمدہ علیؑ مرتضی
نیز بہ فرمودۂ آنحضرتؐ بالا رفتہ بریمین سیدالمرسلینؐ بہ ایستاد حضرت صلعم بعد ادائے حمد و ثنائے
باری تعالی از انتقال خویش بعالم فنا مردم را آگاہ گردید و فرمود من درمیان شما دو امر
عظیم میگذارم اگر متمسک بداں کنید گمراہ نشوید ویکے از دو بزرگ تر است از یک دیگر
و آں دو گرانمایہ قرآن و اہلبیتؐ من اند و ایں ہر دو از یک دیگر جدا نہ شوند تا در لب
حوض کوثر بمن رسند پس بفرمود) ایہا الناس الستُ اولی بالمومنین بانفسکم (آیا نیستم
من اولی بہ شما از نفس ہائے شما از اطراف وجوانب آواز برآمد کہ بلی آنحضرتؐ
فرمود ہر کہ من اولی ام از نفس او پس علیؑ ہم اولی است و آنگاہ دست شاہ ولایت
را گرفتہ گفت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار) دیگر علمائے سنیہ
نے بھی جنکے نام اول بیان کیے گئے ہیں اپنی تالیفات میں یہ ہی مضمون لکھا ہے۔
بلکہ بعض نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرتؑ کو رسول اکرمؐ نے اتنا بلند کر کے لوگوں کو

دکھایا کہ سپیدی بغل نمایاں ہوگئی چونکہ مضمون مندرجۂ بالا بلا کسی تاویل کے صریحاً خلافت مرتضوی پر دلالت کرتا ہے لہٰذا مناسب موقعہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف حبیب السیر کا اقتدار دکھایا جائے کہ اہل سنت میں کس شان و منزلت کے عالم تھے شاہ صاحب نے تحفہ میں چند موقع پر کتاب حبیب السیر سے استدلال کیا ہے دو چار مقام دکھلاتا ہوں باب دہم میں بمقام بحث لشکر اسامہ لکھتے ہیں (این ست آنچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ سنی و شیعہ موجود است) باب یازدہم میں لکھتے ہیں کہ (از معالم و تفسیر حسینی و معارج و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و مدارج النبوت چناں ظاہر میشود) طعن چہارم میں بمقام مطاعن حضرت ابو بکر بہ اثبات فضائل صدیق کتاب مذکور سے احتجاج فرمایا ہے مولوی حسام الدین سہارنپوری نے اپنے رسالہ مرافض والروافض میں چند موقع پر استخراج مطالب کیا ہے پس جبکہ علمائے محققین سنیہ حبیب السیر سے استدلال کرکے اُس کو معتبر قرار دے چکے تو لامحالہ اہل انصاف و حق طلب لوگوں کو یقین کرنا چاہیے کہ نزول آیۂ یا ایہا الرسول غدیر خم میں ہوا ہے اور وہ مختص ہے اظہار و اعلان خدمت پر اگر سنی صاحب اس کے معتقد نہوں گے تو اپنے علماء کی جماعت کثیر کو نامعتبر و خلاف گو تسلیم کرنا پڑے گا چونکہ حضرات سنیہ کی طبائع مقدسہ کو حضرت امیرؑ سے پوری دل آویزی و نیازمندی نہیں ہے لہٰذا اُن سے جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے اُن کے فضائل و محامد کے دبانے چھپانے مٹانے میں پورا حصہ لیتے ہیں اگر کچھ بھی ممکن نہیں ہوتا تو معنی بدلکر ایسا بنا دیتے ہیں کہ فضیلت بدلکر دوسرا رنگ چڑھ جائے ناظرین منتظر رہیں انشاء اللہ ظاہر ہوتا جائے گا کہ اس حدیث غدیر کے کیسے دلچسپ معنی بیان فرمائے ہیں اور انکار صحت واقعہ میں کیسی کیسی چہ میگوئیاں کی ہیں (۱۵۹) علمائے عراق و فارس و ہند و سندھ نے حدیث غدیر کی صحت کا اقرار لیا ہے سب علمائے اہلسنت کے نام مع توثیق جلد دوم حدیث غدیر میں از صفحہ (۷۴) لغایت (۲۴۴) درج ہیں از انجملہ اس جگہ صرف ایک عالم کا بیان حوالہ قلم کرتا ہوں امام احمد بن حنبل جو کہ اہل سنت کے ائمہ اربعہ سے گذرے ہیں اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں (حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ابو عوانہ عن المغیرہ عبیدہ عن میمون ابی عبد اللہ قال

قال زید بن ارقم وانا اسمع نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوادیقال لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاہا بہجر قال فخطبا ظل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثوب علی شجرۃ سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون اولستم تشہدون انی اولی لکل مومن من نفسہ قالوا بلیٰ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ نتیجہ کلام یہ ہوا زید ابن ارقم جو کہ صحابہ جلیل الشان سے ہیں کہتے ہیں کہ وادیٔ غدیر میں آنحضرتؐ نے عین گرمی کے وقت میں اصحاب موجود الوقت سے فرمایا کہ میں تمہارے نفسوں سے اولیٰ نہیں ہوں سبھوں نے تسلیم کرکے کہا کہ بے شبہ حضور پرنور ہماری جانوں سے اولیٰ ہیں جب سب لوگ یہ اقرار کر چکے اُسوقت ارشاد ہوا جسکا میں مولا ہوں اُس کے علیؑ مولا ہیں خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے اُسکو تو بھی اپنا دوست رکھ اور جو اُن کا دشمن ہو وہ تیرے دشمنوں کے ساتھ محشور ہو۔

بحمد اللہ مضامین مندرجہ صدر سے یہ بات بوجہ اتم ثابت ہو گئی کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کے اعلان پر آنحضرتؐ ضرور مامور ہوئے تھے اور بوجہ نفاق وشقاق صحابہ آپ نے مشوش ہوکر اُس کا فوری اظہار نامناسب سمجھکر تامل فرمایا چونکہ بعلم خداوندی آنحضرتؐ کی وفات کا زمانہ قریب تھا اور اُس حکم کا معرض التوا میں رہنا جائز نہیں تھا لہذا ایسی تاکید شدید کی گئی جس کی عدم بجا آوری سے بالفاظ ظاہر سلب منصب نبوت کی دھمکی دی گئی نیز یہ بھی عامۃ الناس پر حالی کیا گیا ہے کہ وہ ایسا ضروری اور لابدی حکم ہے جس کے نہ پہنچانے سے نبوت بیکار محض ہے واقعات مندرجہ چونکہ بلا قال وقیل و دخل تاویل حضرت امیرؑ کی خلافت بلافصل کے ثابت کرنیوالے ہیں اور ایسا ثابت ہونا مذہب سنیہ کی بیخ کنی و بربادی کا قوی سبب ہوتا ہے لہذا ائمہ محققین سنیہ نے اُسپر بایں عنوان پردہ ڈالنا چاہا کہ اپنی کتابوں میں ذکر ہی نہ کیا امام محمد اسمٰعیل بخاری وامام مسلم نے اسمیں پورا حصہ لیا ہر دو محدثین محققین نے مطلق قلم نہیں ہلایا۔ چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں بمقام تذکرۂ غدیر لکھتے ہیں وقد قدح فی صحتہ کثیر من ائمۃ الحدیث ولم ینقلبہ المحققون منہم کالبخاری ومسلم والواقدی یعنی بخاری ومسلم نے واقعہ غدیر کو

نقل نہیں کیا حضرت بخاری بھی عجیب محدث بادیانت ہیں جو خوارج و نواصب سے احادیث درج کتاب کرتے ہیں اور ائمہ اہلبیتؑ سے ایک لفظ نقل نہیں کرتے مرزا حیرت دہلوی نے بھی اپنے رسالہ خلافت شیخین میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بخاری نے امام جعفر صادقؑ یا کسی دوسرے امام سے کوئی روایت اخذ نہیں کی اہل دانش غور فرمائیں کہ جو لوگ اس درجہ محتاط تھے کہ خاندان نبوت کا نام لکھنا مکروہ سمجھتے تھے وہ ایسے معاملہ کو جو کہ مثبت خلافت تھا کب نوک قلم پر لاسکتے تھے مگر آفتاب نہ خاک ڈالنے سے چھپ سکتا ہے اور نہ کسی کے شعلۂ حسد سے اُس کے نور میں تیرگی آسکتی ہے۔ دیگر علماء نے اپنی اپنی تالیفات میں درج کرکے لکھدیا کہ گو بخاری و مسلم کا قلم اس میدان میں رُکا ہے مگر اُن کا نہ لکھنا اُس کے غیر واقعہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ حضرات اہل سنت فرماتے ہیں کہ اصلیت صرف اتنی ہے کہ یمن کے سفر میں چند صحابی مثل خالد ابن ولید و بریدہ وغیرہ حضرت امیرؑ سے ناراض ہوکر رسول اکرم صلعم سے شاکی ہوئے تھے آپ نے بہ نظر تنبیہ و تادیب شاکین فرمادیا تھا کہ جسکا میں مولا ہوں اُس کے علیؑ بھی مولا ہیں اور مولا کے معنی محب و ناصر کے ہیں۔ صاحب حکومت و ریاست کے نہیں نافہم لوگ معنی تراش علماء کی کتابوں میں یہ مضمون دیکھکر سمجھ لیتے ہیں کہ بے شبہ مولا کے یہی معنی ہوں گے۔ شیعہ جو حاکم اولیٰ و تصرف سمجھکر حضرت امیرؑ کی خلافت بلافصل کے معتقد ہوئے ہیں اور اُنکو نفس خلیفہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں یہ سراسر بے معنی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اگر منصفین اہل سنت کو حقیقت حال پر اطلاع ہوجائے تو ضرور ہے کہ سخن ساز لوگوں کے دام فریب سے نکلکر سیدھے راستہ پر آجائیں۔ بعنایت الٰہی تحریر صدر میں اور تو جملہ امور طے ہوگئے البتہ یہ بات قابل تحقیقات معلوم ہوتی ہے کہ مولا کے معنی محب و ناصر کے ہیں یا کہ متصرف فی الامور یعنی حاکم و بادشاہ کے جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے باب ہفتم میں قطعی فیصلہ کردیا ہے (کہ اہل عربیۃ قاطبۃً انکار کردہ اند کہ مولا بمعنی اولیٰ آمدہ است) یعنی رموز دانِ لغت عرب کو اس کا انکار ہے کہ مولا کے معنی اولیٰ کے نہیں ہیں افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے لوگوں کو دھوکا دیا و اہا علمائے اہل سنت

مقر ہوئے ہیں کہ مولا بمعنی اولیٰ ہے جلد دوم حدیث غدیر کو از صفحہ (۲۹۴۲) تا صفحہ (۳۱۴)
دیکھ جاؤ سب علمار کے نام مع توثیق وقت نظر ہوں گے اس جگہ ایک مشہور عالم کا بیان
لکھ دیتا ہوں علامہ ابن جوزی تفسیر زاد المنیر میں لکھتے ہیں (مولاکم قال ابو عبیدہ ای اولیٰ بکم)
جو حضرات کہ جناب شاہ صاحب کے تحفہ کو بہ چشم عزت دیکھتے ہیں اور اُس کے ہر ہر جملہ کو
صحیح جانتے ہیں اُن کو بہ چشم نیم وا ذرا ہمارے علمائے کرام کی تحقیقات پر نظر کرنی چاہیے
کہ کثیر التعداد لوگوں کے بیان سے مولا کو بمعنی اولیٰ ثابت کر کے شاہ صاحب کو تا بہ درواز
پہنچایا ہے بقول بعض علمائے اہل سنت لفظ مولا ایک معنی پر مستعمل نہیں ہو سکتا بلکہ چند
باتوں پر مشتمل ہے۔ جلال الدین سیوطی نے در منثور اور محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار اور ملا علی
قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ المولیٰ یقع علیٰ معانٍ کثیرۃ فھو الرب والمالک
والسید والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحلیف
والعقید والصھر والعبد والمنعم جسقدر معنی کہ لفظ مولا کے بیان ہوئے ہیں اُن میں رب
اور مالک اور سید و منعم بھی داخل ہیں تعجب ہے کہ باوجود وسعت معنی اولیٰ بہ تصرف کو
بعید خیال کیا جاتا ہے اگر حسب عقیدہ سنیہ محب و ناصر تک مولا کو محدود کیا جائے تو کسی
عاقل کی عقل اسکو نہیں مان سکتی کہ جناب ختمی مرتبت محض حضرت علیؑ کی محب مومنین کہنے سے اتنا
ڈریں کہ اپنی ذات کو تنہا خیال کر کے منافقین وجہلا صحابہ کی کثرت سے تنگدل ہوں اور یہ
واہمہ پیدا ہو کہ قوم بوجہ جہالت اُن کی تکذیب کر کے بر سر شورش ہو جائیگی خدا بھی یہانتک
مصر ہوا کہ اس کی عدم تبلیغ پر تمام محنت و کوشش آنحضرتؐ کو عبث و لاشئے قرار دینے کی
دھمکی دی اور یہ بھی اطمینان دلایا کہ آپ خوف نہ کریں بیدھڑک ہو کر کہدیں ہم شر دُمعاندین
سے حفاظت کریں گے اور حضرت بھی اُسکے اعلان میں اتنا بڑا بھاری انتظام کریں کہ
جنگل کو خس و خاشاک سے رفت و روب دلائیں پالان شتر کا ممبر بنائیں خطبہ فصیح و بلیغ پڑھکر
اپنے اہلبیت کے حقوق تعظیمی بیان کر کے اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیں اور یہ بھی
ارشاد فرمائیں کہ مجھکو خدائے علیم نے حکم دیا ہے کہ علیؑ کے حق میں تین باتیں تم سے بیان کردوں
(انہ سید المسلمین و امام الخیرۃ المتقین و قائد الغر المحجلین) دیکھو کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل

جس میں خطبہ غدیر نقل ہے گا کہ ایک بڑی بھاری جماعت اصحاب نے جھوٹی گواہی دی اور
کے ارشاد متذکرہ کو دیگر یا کسی دوسرے ذریعہ سے غلط شہادت دلوائی۔ الغرض محال ہم تسلیم
کے کیونکر ہو سکتے ہیں امام املک یمن کی تنبیہ کے لئے حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جس کا میں دوست
ابن عباس و بروایت ابیٔ بھی ہیں اس کہنے سے ان لوگوں کی ذات پر کوئی بار نہ پڑا جن کی
آنحضرتؐ علیؑ کو مولا سے ئی پابند کئے گئے جس کے آنحضرتؐ دوست ہیں اُس سے حضرت
جناب عمرؓ نے بمقام تہنیت کی نصرت کرنا لازم ہوگئی ایسا نہ کریں تو گنہگار ٹھیرتے ہیں حقیر
اصبحت مولائی و مولائے بیت حضرت علیؑ کی ذات تک محدود نہیں رہ سکتی بلکہ ہر مسلمان
صبح کی آپ نے کہ میرے ا سے بھی محبت کریں اور جس کے وہ ناظر ہوں ہر مسلمان پر
حضرت عمرؓ کے اس جملہ کو اس ایسا ہی کرے ورنہ بروز جزا سخت ملزم قرار پائیگا۔ سنیوں نے
فلاں لعنت دی اگر حسب خیال حقہ کو چھوڑ کر اگر اس طرح کہتے کہ حضرت علیؑ مومنین سے کاوش
کو ماننا پڑے گا کہ قبل از اعلا ار گذر اعلیٰ کے دھمکانے اور خوف دلانے کے واسطے آپنے
حضرت عمرؓ کے بیان کا سیا ترک کر کے جادۂ موافقت اختیار کریں اور اگر اُن لوگوں کی ہدایت
ہوئے روز گذشتہ تک نہ تھے ظاہر ہو کر شکوہ مند ہوئے تھے تو آپ اس طرح فرماتے کہ سنو بھائی
پر ادا کی جاتی ہے اگر پہلے سے خاطری کی اُس نے مجھ سے کی اور جو ان کا شاکی ہے اُس نے
چہ معنی وارد اور اگر بغض و بجب ہے کہ لوگ حضرت علیؑ سے عداوت کر کے رنجیدہ طبیعت
ایک بالشت کا فرق بھی نہیں اور علیؑ کی جانب سے اطمینان دلائیں کہ میں اور یہ تمہارے
سے پیش کرتا ہوں۔ بھی پیدا ہوتا ہے کہ واقعہ غدیر تک حضرت امیرؑ نہ مسلمانوں کے
ملام کرتے تھے اگر یہ صفات ان میں ہوتیں تو نہ تحصیل حاصل کا
ایں حدیث صحیح است و ردِ آنحضرتؐ کی وفات کے حادثۂ جانکاہ سے تقریباً ڈھائی مہینے پہلے
در روایت کردہ اند جمیع کثیر از دہ سے تا غروب آفتاب نبوت حضرت علیؑ نے کوئی خدمت اسلام
در ایام خلافت وے و بسیار سے کنارہ کش بلکہ گام فرسائے مسلک بغض و حسد رہے
بقول کسے کہ سخن کردہ است در صحیحۂ اہل سنت جمع ہو کر زور لگائیں گے تب بھی اس جگہ مولا کے
کے ہیں اور اولیٰ بہ تصرف کے نہیں توں گے ناظرین اُس خطبہ کے الفاظ و مفاد پر نظر

ڈالیں جوکہ حضرت نے غدیر میں انشا فرمایا تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں (الست اولیٰ بالمومنین
من انفسہم) یعنی اے حاضرین جلسہ تم اِس بات کا اقرار کرتے ہو کہ میں تمہارے نزدیک تم سب کی
جانوں سے اولیٰ ہوں سبھوں نے تسلیم کرلیا بفور اقبال بلا فاصلہ آپنے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں
اُسکے علیؑ بھی مولا ہیں مطلب یہ ہو ادر حالیکہ تم لوگ حسب اقرار خود مجھکو اپنی ذوات سے اولیٰ
یعنی حاکم سمجھتے ہو تو جو شخص میرے دائرۂ حکومت میں داخل ہے علیؑ بھی اُس کے حاکم ہیں
مولوی حسام الدین سہارنپوری صاحب مرافض الروافض و مصنف توضیح الدلائل نے تسلیم
کرلیا ہے کہ صدر کلام میں آنحضرتؐ کا اپنی اولویت کے لئے اقرار کرانا ظاہر کرتا ہے کہ بحق علیؑ لفظ مولا
کے وارد کرنے سے بھی آپ کا یہی مقصود تھا عبارت توضیح الدلائل یہ ہے وتصدیر القول
بقولہ صلی اللہ علیہ وبارك وسلم الستم تعلمون انی اولی بالمومنین یوئید
ھذا القول بعد ارشاد لفظ مولیٰ چند کلمہ دعائیہ حضور انور نے بحق جناب امیرؑ فرمائے تھے
اُن سب کا اول یہ جملہ ہے (اللھم وال من والاہ) یعنی خدایا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے
علیؑ کو یہ عجب انتظام کلام ہے۔ پہلے مومنین کو اطمینان دلایا گیا جیسے ہم تمہارے محب و ناصر
ہیں ایسے ہی علیؑ ہیں اور دعا میں مومنین کو پابند کرلیا جائے۔ کلمات دعائیہ خطبہ کی تائید ود
تشئید پر واقع ہوئے ہیں (واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ) خواہ ذلیل کر جو علیؑ کو چھوڑے اور
مدد کر اُسکی جو علیؑ کا مددگار رہو یہ الفاظ بزبان حال گویا ہیں جو علیؑ سے روگردانی کرے اور اُن کے
حقوق کا اتلاف چاہے وہ راندۂ درگاہ ہو جائے دعا کے آخر فقرے نے مولا کے حقیقی معنی کھولدئے
(وادر الحق حیث ما دار) یعنی حق کو تابع علیؑ کردے جسطرف علیؑ ہوں اسی سمت حق بھی بازگشت
کرے سمجھ میں نہیں آتا کہ محب و ناصر مومنین سے یہ دعا کیا علاقہ رکھتی ہے نصرت و معاونت
کی ضرورت اُسی کو ہوتی ہے جو کہ اولیٰ بہ تصرف (حاکم خلایق) ہو ہر حالت میں حق کی ملازمت
اسی امر کی رہنمونی کرتی ہے کہ آپ بعد حضرتؐ متصرف فی الامر ہیں دور نجائیے حضرت عمرؓ کو
میں جلسۂ غدیر میں جو حالت طاری ہوئی اس سے نتیجہ اخذ کیجئے سید علی ہمدانی جنکو اکابر صوفیہ
اپنا رہبر و پیشوا بیان کرتے ہیں کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھتے ہیں عن عمر ابن خطاب قال
نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ انت شہیدی علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال لکن اوکدا فقال یا عمر انہ لیس فی ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلت فی علیؑ) حضرت عمر رسول مقبول سے عرض کرتے ہیں کہ جبوقت آپ نے علیؑ کو نصب فرمایا میرے پہلو میں ایک جوان خوش رو پاکیزہ بو یہ کہہ رہا تھا کہ نبی نے وہ عقد باندھا ہے کہ اِس کو سوائے منافق کے کوئی نہ کھولے گا پس اے عمر خوف کر کہ تو ہی اِسکو نہ کھولے حضرت نے فرمایا وہ گوبندہ اولاد آدم سے نہ تھا بلکہ جبرئیل علیہ السلام تھے اُنھوں نے چاہا کہ تمپر تاکید کردیں جس بات کو کہ میں نے علیؑ کے حق میں بیان کیا ہے اِس جگہ مرد عاقل کو نہایت غور کرنا ضروری ہے کہ نبیؐ نے بحق علیؑ کیا عقد کیا تھا جسکے توڑنیوالیکو حضرت جبرئیل منافق تبلاکر جناب عمر کو اُس کے ارتکاب سے زجر و توبیخ فرمارہے تھے محب و ناصر کی صفت میں تو کسی غیر کی ذات مکفول نہ تھی تمام بار کفالت حضرت امیرؑ کے نفس اقدس پر تھا اگر جبرئیل علیؑ سے کہتے کہ محبت اسلامیاں و نصرت اسلام آپ پر فرض کی گئی ہے اِس کو فراموش نہ کرنا تو مقام تعجب نہ تھا حضرت جبرئیل کا تمام مجمع میں صرف حضرت عمر کے کان گرم کرنا کیا معنی رکھتا ہے اُس کی اصلیت یہ ہی کہ سب سے پہلے عہد غدیر کو اِسی بزرگ کی رائے صائب نے توڑا تھا اگر جناب عمر کوشش نہ کرتے تو انتظام نبوی میں کوئی برہمی پیدا نہوتی اور قیامت تک بلا انقطاع سلسلہ چلا جاتا۔ مگر چونکہ حضرت دوم کی طبیعت میں خاص طور پر یہ امر مرتکز ہوا تھا کہ نبیؐ کے امور انتظامی کو توڑ ڈالیں اور اپنے ایجاد کو رونق و ترقی دیں بنا بر آں اُنسے ایسا امر روئے ظہور لایا ناظرین انتظار فرمائیں انشاءاللہ عنقریب وہ بات بیان کیئے دیتا ہوں جس سے ثابت ہو جائیگا کہ سب سے اول عہد نبی کے توڑنے میں حضرت عمر نے مسابقت و جسارت فرمائی تھی سچ بات یہ ہے کہ بات بھی اُسی سے کہی جاتی ہی جو کہ قابل اُس کے ہوتا ہے ہزارہا آدمیوں سے منتخب کرکے صرف حضرت عمر کے کان میں جبرئیل کا ڈالدینا ایسا ہی تھا جیسا کہ آنحضرتؐ نے تمام ازواج سے بی بی عایشہ کو ایک واقعہ آیندہ کی خبر دی تھی ایک روز حضرتؐ نے اُمّ المومنین عائشہ سے فرمایا کہ ہماری

ازواج سے ایک صاحب عصمت علیؑ سے لڑنے جائے گی جسوقت کہ وہ مقام حواب پہنچیگی
تو وہاں کے کتے اُس کی خیر مقدم کریں گے اسے حمیرا خیال رکھنا مبادا کہ وہ مجاہدہ تو ہی ہو
اتفاقات زمانہ سے جبکہ صدیقہ شان مردانہ کاری سے حدیث (یا علیؑ حربک حربی) بھلا کر برسر
پیکار ہوئیں تو راہ میں سگان حواب نے اپنے معمولی لہجہ سے اُن کی گرم پذیرائی کی کتوں کی ہاؤ
اور عوعو سے مخدومہ کو وہ تخلیہ کی بات یاد آئی اگر حضرت عمر عہد غدیر پر قایم رہتے تو وہ بھی واپس
چلے آتے نہ اُنھوں نے جبرئیلؑ کی سرزنش پر آنکھ کھولی نہ اِنھوں نے نبی کے کہنے کو کان سے
روئی نکال کر سُنا جماعت ازواج سے خاصکر حضرت بی بی صاحبہ سے اسی لئے کہا تھا کہ وہی
عازم وغا ہونیوالی تھیں علی ہذا حضرت جبرئیلؑ نے بھی جناب عمر سے اسیواسطے گرم کلامی کی
تھی کہ اس میدان میں اُنہیں کو قدم اُٹھانیوالا سمجھتے تھے بقول شخصے ہرکہ زود برآید دیر نپاید
سب سے پہلے آپ ہی نے اُچھلکر بخ بخ ہنیأ ہنیأ کہا تھا اور بعد وفات سرور کائنات یہی
حضرت مسبوق بہ عہد شکنی ہوئے تھے اُسوقت تو حضرت کی خوشامد سے دفع الوقتی کردی اور اظہار
بشاشت سے نبی کو اطمینان دلادیا مگر موقعہ کے منتظر رہے جب وقت آیا ہرگز نہ چوکے کہاں کی
آیت اور کہاں کی حدیث یہ بھی تو خیال نہ کیا کہ غدیر میں کیا ہوا تھا اور کس نے حضرت علیؑ کو تہنیت
دی تھی سب کو بالائے طاق رکھکر مونچھوں پر تاؤ دے کے اچھے خاصے چکنے گھڑے بن گئے
حضرات اہل سنت ہم پر ناراض نہوں کہ فارق حق و باطل کی جناب میں شوخ چشمی کرکے اُن پر
الزام بدعہدی لگایا جاتا ہے ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ کسی امام پر اتہام کریں امام غزالی کی عبارت
مندرجہ سر العالمین پیش کی جاتی ہے پہلے ہوش کرکے اِس کو دیکھیں جو کچھ سخت و سست کہنا ہو
اُن کو کہیں ہم لوگوں کو پاکدامن اور بری الذمہ سمجھیں۔

عبارت سر العالمین امام غزالی

اسفرت الحجۃ وجہا واجمع الجماہیر علی متن الحدیث من خطبۃ فی یوم غدیر خم
باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا ابوالحسن
ھذا اصبحت مولائی ومولی کل مومن و مومنۃ ھذا تسلیم و رضی و تحکیم ثم بعد ھذا

غلبہ الھوی لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الھوی فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاھم کاس الھوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمناً قلیلاً فبئس ما یشترون

خلاصۂ کلام غزالی یہ ہوا کہ معاملۂ غدیر حضرت امیرؑ کی خلافت پر دلیل روشن ونص صریح ہے اور جناب عمر کا مبارکباد دینا اس واقعہ کا پتہ دینے والا ہے کہ اُنھوں نے آنحضرتؐ کے سامنے برضامندی حکومت حضرت امیرؑ کو پسند کرلیا تھا۔ مگر پھر ہوائے ہوس وطمع ریاست ومملکت وفتوحات بلاد وامصار ومداخل اموال ودیگر سامان متعلق ریاست نے اُنکو مدہوش وخود فراموش کرکے پچھلی حالت پر لوٹا دیا پس بُری چیز خریدی اُنھوں نے اُس کے بدلہ میں بخیال حقیر اگر اہلسنت زمین وآسمان کو ایک کردیں گے تب بھی امام غزالی کے کلام صدق نظام کے کوئی معنی حسب مراد خود نہ بیان کرسکیں گے عبارت مذکورۂ بالا سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ خلیفہ دوم نے مولا کے معنی حکومت وریاست کے سمجھکر اظہار بشاشت کیا تھا۔ اگر حسب مقولۂ اہل سنت وہ مولا کو بمعنی محب وناصر سمجھتے تو بقول غزالی حکومت مرتضوی پر رضامندی ظاہر کرنا۔ یعنی چہ مضمون مندرج صدر کو برہم زن ملت سنیہ سمجھکر عجب نہیں کہ سر العالمین کو تالیفات امام غزالی سے خارج کرکے کوئی صاحب ناواقفان وجہلا کو دھوکہ دے بیٹھیں کہ بھائی ہمارے امام وپیشوائے ملت کی یہ کتاب نہیں ہے شیعوں نے اپنی طرف سے گھڑ گھڑا کر اُن سے منسوب کردی ہے بنابرآں لازم آیا کہ علمائے سنیہ کے بیان سے اُسکا از جملہ تصانیف امام موصوف ہونا ثابت کردیا جائے سبط ابن جوزی نے عبارت بالا کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الائمہ میں نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے جو کہ فن حدیث میں امام شمار کئے گئے ہیں میزان الاعتدال میں اُسکو تالیفات غزالی سے تسلیم کیا ہے الحاصل سخت حیرانی ہے کہ متاخرین سنیہ نے کس بنا پر اس جگہ مولا کو بمعنی محب وناصر اعتقاد فرمایا ہے واقعات غدیر شہادت دے رہے ہیں کہ وہ جملہ کسی طرح اس معنی پر محمول نہیں ہوسکتا (حضرات اہل سنت بدانست خود بوجہ نبیؐ کی اکلوتی بیٹی ہونے کے جناب فاطمہ علیہا السلام کا بہت ادب کرتے ہیں۔ لہٰذا معظمہ کا ارشاد دکھلایا جاتا ہے کہ نبیؐ کی پارۂ جگر اور معدن امامت نے مولا کے کیا معنی سمجھے ہیں شمس الدین محمد جزری نے اسنی المطالب میں لکھا ہے

که جسوقت جناب امیر علیه السلام کے ساتھ بیعت پر نزاع ہوا اور دروازهٔ اہلبیتؑ پر شور و
غوغا مچا تو جناب سیده نے شوریشت جماعت کی طرف متوجه ہوکر فرمایا که انسیتم قول رسول الله
صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه وقوله صلی الله علیه
وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ یعنی مظلومه نے فرمایا که اے لوگو تم غدیر کے
معامله اور حدیث منزلت کو بھول گئے بعد ازیں عالم موصوف لکھتے ہیں هکذا اخرجه الحافظ
الکبیر ابو موسی المدینی فی کتابه اسی طرح ابو موسیٰ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اگر مولا
کے معنی محب و ناصر کے تھے اور اُسکا عملی تعلق ذات مرتضوی سے تھا تو سیده نے بیعت کے
جھگڑے میں اُس کو کیوں دُوہرایا- کلام بے محل ادنیٰ آدمی کی شان سے بعید ہوتا ہے چه جائیکه
دختر رسول سیدهؑ کے استدلال سے واضح ہے که اُنہوں نے مولا کو اولیٰ سمجھکر تعجباً فرمایا تھا که
کیا تم عہد غدیر و خبر منزلت ہارونی کو بھول گئے ہو آج طالب بیعت ہوکر حاکم کو محکوم بناتے ہو
ارباب بصیرت انصاف فرمائیں که رسالتمآب علیه الصلوٰة والسلام کے محاورات ولغات عرب سے
سوائے اُن کی پارهٔ جگر کے جو که عقیله وفہیمه وزکیه دعالمه تھیں کیا کوئی اور شخص زیاده واقف ہوسکتا ہے
فقره انسیتم سے کیسا افسوس ٹپک رہا ہے مومنین خیال فرمائیں که اہلبیتؑ نبیؐ پر وه کیا قیامت خیز
وقت تھا جبکه اُن کے دھمکانے ڈرانے تابعدار بنانے کیلئے غوغا مچا کر لوگ دروازه پر چڑھ گئے
تھے رسول صلعم نے کلمات دعائیه (واخذل من خذله) فرمایا ہے پس جن لوگوں نے اہلبیتؑ کو
مخذول کیا وه دعائے نبوی کے اثر میں ضرور آجائیں گے جو حضرات دروازهٔ فاطمهؑ پر در باب
بیعت طلبی شور کناں ہوئے تھے وه رانده درگاه باری تھے سنیوں کے حال پر نہایت ملال
ہے که وه نه خود کتابیں دیکھتے ہیں نه شیعه کی ہدایت سے اپنے کتب خانه کی سیر کرتے ہیں جو کچھ
شاه صاحب لکھ گئے ہیں اُسکو کالوحی جانتے ہیں لفظ مولا پر آپ سے پہلے بحث کرچکا ہوں اور
آئنده انشاء الله کرنے والا ہوں که حق طلب لوگوں پر راه ہدایت کشاده ہوجائے اور ہر طالب
راه صواب سمجھ لیوے که لفظ مولا نے کیا اثر دکھایا- امام نسائی کتاب خصائص میں لکھتے ہیں که
جب بشیر و نذیر نے روز غدیر صحابه سے پوچھا که ایها الناس من ولیکم یعنی اے مسلمانوں تمہارا
مالک و حاکم کون ہے اوسوقت سبھوں نے یک زبان ہوکر جواب دیا که الله و رسوله اعلم یعنی

خدا اُور رسول ہمارے والی سے خوب واقف ہیں اُسوقت آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا (من کان اللہ ولیہ فہذا ولیہ) یعنی اے حاضرین جلسہ تم میں جو کوئی اللہ کو اپنا ولی امر جانتا ہے اُس کے بعد یہ علیؑ بھی ولی ہیں یہ بات چنداں غور طلب نہ تھی ہر شخص اپنے دوست و دشمن کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ حیوانات بے زبان بھی قرائن سے شناخت کر لیتے ہیں اگر صحابہ یہ سمجھتے کہ حضرت دوستوں کی فہرست مرتب کر رہے ہیں تو بمجرد استفسار بلا غور و غوض کہدیتے کہ بعد رسولؐ ہمارے محب و ناصر زوج بتولؑ ہیں وہ لوگ افریقہ یا مارواڑ کے رہنے والے نہ تھے جن سے لغات عرب پوشیدہ رہتے جلال الدین سیوطی و محمد طاہر گجراتی و ملا علی قاری کے بیان سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ لفظ مولا چند معنی پر مشتمل ہے۔ رب اور مالک اور سید و منعم وغیرہ پس جبکہ آنحضرتؐ نے صحابہ کو مولا کی تشخیص میں عاجز دیکھکر یہ فرمایا کہ من کان اللہ ولیہ فہذا ولیہ یعنی جسکا ولی اللہ ہے اُس کے علیؑ بھی ولی ہیں۔ سوچنا چاہیے کہ آنحضرتؐ نے لفظ (ولی) اس موقع پر کس معنی میں استعمال فرمایا (رب اور مالک) تو مخصوص بذات باری ہیں نوع انسان سے کوئی حقیقتاً اس رتبہ کا مستحق نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ بمعنی سید و منعم حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو ولی فرمایا ہو۔ دیکھو جبکہ حضرت علیؑ نے باتفاق سنی و شیعہ انگشتری سائل کو عین رکوع میں عنایت فرمائی تھی وہاں بھی خدا نے اپنے مطیع بندہ سے خوش ہو کر خلعت ولایت سے ممتاز فرمایا تھا آیہ وافی ہدایہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکواۃ وھم راکعون شہادت میں پیش کیجاتی ہے اِس آیت سے ولی مومنین تین شخص بیان کئے گئے ہیں اول اللہ دوم رسولؐ اور تیسرے حضرت امیرؑ جنھوں نے سائل کو انگوٹھی دی تھی۔ حضرات سنیہ منصفانہ نظر فرمائیں کہ جو صفت ولایت خدا نے اپنے اور نبیؐ کے واسطے تجویز فرمائی ہے وہی علیؑ کے واسطے پس جو شخص کہ ہم صفات خدا و نبیؐ ہو اُس کے حاکم و اولی بتصرف ہونے میں کیوں استبعاد کیا جاتا ہے کیا اللہ اور اُس کا رسولؐ مسلمانوں کے حاکم و والی نہیں ہیں شرح تجرید قوشجی و تفسیر کبیر میں اس موقعہ پر ولی حاکم سے تفسیر کیا گیا ہے۔ ایک آیت دوسری آیت اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہوتی ہے لہٰذا آیہ (اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم) پر بھی نگاہ ڈالنی

چاہیے کہ ایک دوسرے سے کیونکر چسپاں ہیں دونوں آیتوں کے جمع کرنے سے یہ نتیجہ مستفاد
ہوگا کہ اے مسلمانوں تمہارا ولی امر اللہ ہے اور اُس کا رسولؐ اور علی مرتضیٰؑ جس نے رکوع
میں تصدق دیا پس اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ و اولی الامر کی جو کہ علیؑ ابن
ابیطالبؑ ہے۔ لفظ اولی الامر نے ولی کے معنی واضح کردئے۔ کیا اب بھی حضرات اہلسنت
یہ کہنے کی مجال رکھتے ہیں کہ علیؑ محب و ناصر ہیں اولی بہ تصرف نہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حضرت
اسلام اور مسلمانوں کے محب و ناصر بھی ہیں اور اولی بہ تصرف بھی ہیں مسلمانوں سے محبت اور
اسلام کی نصرت کرنا اُن کے فرائض میں داخل ہے۔ اہل ایمان پر یہ بات فرض ہے کہ
بعد نبیؐ تمام امت پر ان کو حاکم سمجھیں۔ مسائل دینی میں اُنکے احکام پر چلیں کسی حامد و خالد و عمرو بکر
کا اُن کو مطیع و منقاد اعتقاد نہ کریں جو لوگ کہ اس کے خلاف ہیں وہ آیات خُدا کے منکر ہیں اسوقت
میں ذی عزت سنیوں کے سامنے ایک اور ثبوت پیش کرتا ہوں عجب نہیں کہ اُس کو دیکھکر مولا
کو بمعنی اولی سمجھنے پر مجبور ہو جائیں مگر قبل از اظہار ثبوت ناظرین رسالہ کا دل خوش کرنیکے لئے ایک
نقل بیان کرتا ہوں کیونکہ مضامین دیکھتے دیکھتے طبیعت اُکتا گئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے
بچے کو پہلے چھوٹی اُنگلی دکھا کر دھمکایا کہ اس سے بھی ڈریگا اُسنے سر ہلا کر کہا کہ نہیں پھر دوسری
تیسری چوتھی سے ڈرایا وہ لونڈا از بس خرانٹ تھا مرغی کی طرح گردن ہلایا کیا یہ خوف دلانیوالا
بھی بڑا چالاک تھا اُس سے انگشت زیعنی انگوٹھے کو (کہ باعتبار ہیئت و شکل بہ مقابلہ اور
اُنگلیوں کے نہایت مہیب ہی) دکھا کر پوچھا کہ بچہ اس سے بھی ڈرو گے صاحبزادہ کی فوراً
آنکھ جھپک گئی اور تھر تھر کانپنے لگا ایسے ہی بلا تشبیہہ ہم خدا کا حکم رسولؐ کی حدیث جبرئیلؑ کی
فہمایش صحابہ کی شہادت فاطمہؑ کی ہدایت علیؑ کا بوقت تنازع خلافت استدلال کوڑیوں مالوںکا
اقبال سب آئینہ بنا کر منکرین ولائیت حضرت امیرؑ کو دکھا چکے۔ مگر کان پر جوں نہیں چلتی ناچار
حضرت عمر کی روح سے استمداد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی ہیبت و شوکت و سطوت بحدے
غالب تھی کہ آدمی تو آدمی ہے حضرت کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا جیسا کہ بین السنیہ مشہور
ہے) الشیطان یفر من ظل عمر پس ممکن نہیں کہ دُرّہ عمریہ کے خوف سے کوئی سنی دم مار سکے اور
بفور سماعت قول عمر اسی طرح نہ ڈر جائے کہ جیسے وہ بچہ کالی چیز کی ڈراؤنی صورت دیکھکر ڈر گیا تھا

محب الدین احمد بن عبداللہ طبری نے کتاب ریاض النظرۃ و ابن حجر نے صواعق محرقہ اور شیخ احمد
ابن الفضل نے وسیلۃ المآل اور محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی نے روضہ ندیہ شرح التحفۃ العلویہ
اور احمد بن عبدالقادر العجیلی نے ذخیرۃ المآل اور محب طبری نے ذخائر العقبیٰ وغیرہ میں لکھا ہے
کہ عمر ابن خطاب کے سامنے دو اعرابی مقدمہ لیکر آئے اُسوقت اتفاقات سے حضرت امیرؑ
بھی دارالخلافتہ میں موجود تھے جناب عمر نے اشارہ کیا کہ یا علیؑ آپ اس مقدمہ کو فیصل کریں پس
اُن دونوں عربوں سے ایک شخص نے بہ حقارت و کراہت حضرت امیرؑ کی طرف دیکھکر کہا
کہ یہ صاحب بھی ایسی قابلیت رکھتے ہیں کہ ہمارے مقدمہ کو فیصل کردیویں حضرت عمر اُس غول بیابانی
یعنی عرب صحرائی سے یہ کلمہ توہین آمیز سنکر بعد طیش وغضب اپنی جگہ سے اُچھلے اور اُسکا گریبان
پکڑ کر کہا کہ اے کمبخت تو نے ان کو کیا سمجھا ہے یہ تو میرے اور کل مومنین کے مولا (حاکم) ہیں
جو ان کو اپنا سردار نہ جانے وہ ملعون سزاوار ردار ہے بہ نظر تسکین ناظرین صواعق محرقہ کی عبارت
نقل کیجاتی ہے راخرج دارقطنی انہ جاء لیعنی عمر اعرابیان یختصمان فاذن لعلی
فی القضاء بینہما فقال احدہما ھذا یقضی بیننا فوثب الیہ عمر واخذ تلبیبہ
وقال ویحک ماتدری من ھذا مولائی ومولا کل مومن ومن لم یکن مولاہ
فلیس مومن کیا حضرات اہل سنت جناب عمر جیسے فارق حق و باطل کے بیان کو سچا نہ سمجھیں گے
میں یقین کرتا ہوں کہ ضرور حضرت عمر کی روح سے شرم کرکے مولا کو اس کے اصلی معنی پر مستعمل
فرمائیں گے کیونکہ اعرابیوں میں حضرت علیؑ کے محب و ناصر ہونے کا قصہ نہ تھا بلکہ وہ ایک اور
اپنا دنیاوی جھگڑا لیکر آئے تھے جس کے فیصلہ کے لئے حاکم شرع کی ضرورت تھی۔ بحالت تصفیہ
تنازعات حضرت عمر کا جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کرنا اور متخاصمین کو ڈانٹ ڈپٹ بتلانا بالکل یہ بات
ثابت کرتا ہے کہ وہ مولا کو بمعنی اولیٰ سمجھے ہوئے تھے اور اولی نہ جاننے والے کو مومن نہ تصور
کرتے تھے گو کہ جناب عمر و ابوبکر وغیرہ نے حق مرتضوی کو تلف کرکے خود اُسپر تصرف فرمایا تھا
اور بنظر ارباب ظاہر بیں اُنکو بیکار محض کردیا تھا لیکن بجائے خود دونوں بزرگوار خوب یقین کئے
ہوئے تھے کہ منصب حکومت درحقیقت حضرتؑ ہی کا ہے اور خیاط ازل نے جامۂ نیابت مصطفوی
اُنھیں کے قد زیبا کے لئے قطع کیا ہے اُس قبا کو دوسرا شخص کھینچ تان کر بعد نازیبی پہن سکتا ہے

وہ صاحب بعض موقع پر حضرت امیرؑ کے محق بخلافت ہونے کا اقرار بھی کر لیتے تھے سارے معاملات
اُن کے سامنے ہوئے تھے حضرت امیرؑ کی ہر فضیلت کو کانوں سے سُنا تھا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
کا جو اُن سے متحدانہ برتاؤ تھا اُسکو آنکھوں سے دیکھا تھا۔ چارچشم ہونے سے کچھ نہ کچھ شرم آہی جاتی تھی گوکہ
مرتے دم تک خلافت کو نہ چھوڑا اور بعد مرگ کا بھی ایسا ہی انتظام کر گئے کہ خاندان نبوت تک
ہوئے حکومت نہ پہنچے مگر چکنی چپڑی باتوں سے مُنہ نہ موڑتے تھے حضرت صدیق اکبر نے ایک روز
سر ممبر کہدیا اقیلونی اقیلونی تلست بخیر کم وعلی فیکم یعنی اے مسلمانو میں اقالہ بیعت کر کے
اپنی حکومت تمہارے سروں سے اُٹھا لیتا ہوں علیؑ کی موجودگی میں میری کیا ضرورت ہے چونکہ
صدیق نے بجوش مادۂ صداقت اپنی ذات کو حضرت امیرؑ کے سامنے بیکار محض قرار دیکر سنیوں کو
درماندہ کر دیا تھا۔ لہٰذا شاہ صاحب گھبرا اُٹھے کہ مدعی خلافت سے سُستی سے ہماری چستی کو
درجۂ اضمحلال پر پہنچایا تحفہ کے باب دہم میں صاف منکر ہو گئے کہ ابوبکر نے ہرگز ایسا نہیں کہا
عبارت تحفہ یہ ہے (ایں عبارت در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست نہ بطریق صحیح و نہ بطریق
ضعیف اول ایں روایت را از کتب اہل سنت باید برآورد بعد ازاں جواب باید ساخت)
چونکہ اقرار خلیفہ اول مذہب اہل سنت کی جڑ اُکھاڑنیوالا ہے شاہ صاحب نے بنظر تحفظ مذہب
سنیوں کی دھوکا دہی کی غرض سے لکھدیا کہ ایں روایت در کتب اہل سنت موجود نیست اب ظاہر
اس معاملہ میں ایک امر صحت طلب معلوم ہوتا ہی وہ یہ کہ خلیفۂ اول نے اقالہ بیعت کیا یا نہیں
واضح ہو کہ باب دہم جس میں امر متنازع کا ذکر ہے شاہ صاحب نے اُن مطاعن کے جواب میں
تحریر فرمایا ہے جو کہ خلفائے ثلثہ وام المومنین عائشہ و دیگر مقبولین اہل سنت پر وارد کئے گئے
ہیں جناب مفتی محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ کنتوری نے باب مذکور کا جواب مسمی بہ تشئید المطاعن لکھا
ہے جس جس بات کا صاحب تحفہ نے انکار کیا ہے اُس کو چند علمائے معتبرین سنیہ کے بیان سے
ثابت کر کے شاہ صاحب کی صدق کلامی کا پورا ثبوت دیا ہے چونکہ بوجہ انکار شاہ صاحب مفتی صاحب
نے اثبات مطاعن میں بدرجۂ غایت اہتمام و اصرار کیا ہے۔ لہٰذا اسی جہت سے اُس کا نام
تشئید رکھا گیا یعنی ہر ایک طعن کو ایسا مضبوط کر دیا گیا کہ مخالف کو گنجایش کلام نہ رہے گی
اگر ناوانستگی سے کوئی منکر ہوگا تو زنجیر جواب میں اسی طرح جکڑ بند ہو جائیگا جیسا کہ شاہ صاحب

دست و پا بستہ ہو کر پہلو نہیں بدل سکتے علی ہذا اقالہ بیعت کے انکار کو صاحب تشیید نے
پایہ ثبوت پر پہنچایا ہے فضل ابن روز بہان نے جو کہ نہایت معتبر اور مناظرین اہل سنت میں
بلند مرتبہ ہیں کتاب ابطال الباطل میں درباب تغفیہ آتش زنی بخانہ سیدہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ
روایت اقالہ ہماری صحاح میں موجود ہے ایسا ہی امام غزالی نے سر العالمین میں
اور سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں اقرار کیا ہے تشئید المطاعن
کے صفحہ (۱۵۰) پر جملہ علماء کی عبارات نقل ہیں دیکھئے حضرات اہل سنت اب شاہ صاحب
کی نسبت کیا اعتقاد فرماتے ہیں ضرور ہے کہ بعض حق طلب اُن کی دھوکہ بازی کے
قایل ہو کر تحفہ کو پایۂ اقتدار سے گرادویں اقالہ کا واقعہ صاف دلالت کرتا ہے کہ
حضرت صدیق مولا کو بمعنی اولی سمجھکر زمام خلافت حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں دینے کے
لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ جو شیطان اُن کو راہ حق سے بھٹکاتا تھا جس کا
خود اُنھوں نے سر ممبران لفظوں سے اقرار کیا تھا کہ (ان لی شیطاناً) اُسنے خلافت کے
استعفے پر انگوٹھے کا نشان نہ ہونے دیا۔ حقیر و ذلیل بصد ادب منکرین مولائیت حضرت امیرؑ
کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا ہر بات کو سُنکر چُپ ہو جانا اور جواب نہ دینا ہم کو
مارے ڈالتا ہے کبھی تو ہاں۔ ہوں۔ کر دیا کرو۔ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ
وغیرہ کے جوابوں سے الماریاں بھری ہوئی ہیں دیمک چاٹے جاتی ہے کاش ایک دو
بات کے جواب میں بھی قلم اُٹھاتے تو ہم شگون نیک خیال کر کے کچھ اور انتظار کرتے
خدارا مُنہ کھولو کچھ تو بولو اگر اور بھی نہیں ہو سکتا تو مولا کو بمعنی محب و ناصر ثابت کر کے
میری تمام تر تقریر کو باطل فرمایئے ورنہ شاہ صاحب کے حسن اعتقاد سے جو کہ مولا کو بمعنی
اولی نہ سمجھنے میں اہل لغت کی جانب سے ٹھیکہ دار بنتے ہیں دست برداری داخل کیجئے
میرے پاس بعنایت الٰہی در بارۂ حدیث غدیر اتنا ثبوت کثیر ہے کہ کیسا ہی ہٹ دھرم
و نا انصاف کیوں نہو یکتا سی انشاء اللہ ہر گز نہ رہے گا۔ بالکل کچا اور متزلزل بلکہ مشوش
ہو جائے گا۔ بعد خطبۂ غدیر نزول آیۂ کمال دین ہوا ہے اس واقعہ پر حق طلب لوگونکو
گہری نظر ڈالنی چاہیئے چند علمائے ذیشان فرقۂ سنیہ لکھتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ

جناب امیرؑ کو مولائے مومنین و مومنات بیان فرما کر زیر ممبر تشریف لائے اُسی وقت بشادی
و سرور فرحاں و خنداں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے منجانب خداوند علام تحفہ درود و سلام
پہنچا کر آیۂ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام
دینا) حوالہ فرمائی حضرتؐ نے یہ خوشخبری پاکر باکمال فرحنا کی جناب باری کا شکر یوں بزبان
ادا فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضا الرب برسالتی والولایۃ
علی من بعدی یعنی آنحضرتؐ نے اکمال دین و اتمام نعمت اور اس امر پر کہ خداوند عالم
آپ کی رسالت اور بعد آپ کے علیؑ کی ولایت سے راضی و خوشنود ہوا بہ کمال مسرت تکبیر کہی
دیکھو جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ (۵۴۹) لغایت (۵۷۲) سوائے ازیں جناب شیخ احمد حسین خان
بہادر تعلقہ دار پریانواں ضلع پرتاب گڈہ ملک اودھ نے جو اباً عن جدٍ سنی المذہب مگر رتبہ شناس
اہلبیتؑ ہیں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام (الآیات بینات ہے) اور مطبع نامی کانپور میں باہتمام
محمد رحمت اللہ رعد چھپی ہے مؤلف موصوف نے صفحہ ۴۰ سے تا صفحہ ۱۰۸ اپنے مذہب کے
آٹھ علماء کی عبارات مع نام عالم و کتاب نقل فرمائی ہیں جن میں ایسا لفاظ ظاہر کیا گیا ہے کہ نزول آیہ
بالا غدیر میں ہوا ہے اہل سنت متوجہ ہو کر بلاخط فرمائیں کہ آنحضرتؐ نے بعد اپنی رسالت کے
حضرت امیرؑ کی ولایت پر ادائے شکر فرمایا ہے لفظ بعد خود شہادت دے رہا ہے کہ مولا کے
معنی اولیٰ بہ تصرف کے ہیں اگر محب و ناصر ہوتے تو قید بعدیت کیا اثر رکھتی ہے اس کے
صاف یہ معنی ہوں گے کہ بموجودگی آنحضرتؐ جناب امیرؑ محب و ناصر مومنین نہ تھے مگر بعد میں
اُنھوں نے محبت و نصرت اسلام کو اختیار فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپ حضرتؐ کی
موجودگی میں ناصر تھے ویسا ہی زمانۂ مابعد کا حال ہے اگر بخوف نفاق و شقاق صحابہ حتمی ترتیب
اشتہار مولائیت حضرت امیرؑ کے شائع کرنے سے باز رہتے تو دین نبوی ناقص ہو کر باعث
انسلاب نعمات ہو جاتا اسی جہت سے حضرت عز اسمہٗ نے فرمایا تھا کہ اگر وہ حکم نہ پہنچایا تو گویا
ہماری رسالت ہی نہ کی دیدۂ حق بیں کھولکر دیکھنا چاہیے کہ جناب امیرؑ کی امامت اسلام کا
ایسا رکن اعظم ہے کہ جس کی عدم تبلیغ پر تنقیص رتبۂ رسالت ہو کر جبس نعمت ہو جاتا خدا نے
ہمارے نبیؐ کو اطمینان دلا دیا کہ عناد معاندین و شرور مخالفین سے تمہاری حفاظت کیجائے گی

حکم ولایت کو بلا وغدغہ پہنچا دو سبحان اللہ حضرت امیرؑ کی ولایت کیا ہی باجلالت ہی جس نے
اسلام کی تکمیل کر دی جو ولایت کہ مکمل اسلام ہو اُسکو اہل سنت داخل فرعیات کر کے فرد اصول
سے خارج جانتے ہیں اسی واسطے حضرت امیرؑ کی امامت کے منکر ہیں۔ آنحضرتؐ نے ایسے ہی
امام کی شان میں فرمایا ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ میت میتۃ جاھلیۃ یعنی
جسنے اپنے امام کو نہ پہچانا اور مرگیا وہ کافر ہو کر مرا بعد ملاحظہ شان نزول آیہ تکمیل دین وشکریہ
ختمی مآب بہ ولایت مرتضوی پس از وفات خود اہل سنت کو فکر ہوئی کہ اب کیا کریں ایسے
صاف وصریح معاملہ میں کسی طرح کی چہ میگوئی کو بھی دخل نہیں۔ ناچار دبی زبان سے فرمانے لگے
کہ یہ شبہہ حدیث غدیر سے حضرت امیرؑ کی خلافت ثابت ہوتی ہے اور مولا بمعنی اولیٰ ہے
مگر اس جملہ سے یہ بات مترشح نہیں ہوتی کہ آپ خلیفہ بلافصل ہیں بلکہ چوتھے درجہ پر بعد عثمان
اُن کی خلافت مسلمات سے ہے چنانچہ ملک العلماء دولت آبادی نے کتاب ھدایۃ السعدا
اور ابو شکور نے کتاب تمہید فی بیان توحید میں اسی کو تسلیم کر لیا ہی عبارت یہ ہے واما قولہ
بان النبی علیہ السلام جعلہ ولیا قلنا اراد بہ فی وقتہ یعنی بعد عثمان رضی اللہ عنہ
وفی زمن معاویۃ رضی اللہ عنہ ونحن کذا نقول وکذا الجواب عن قولہ تعالیٰ انما
ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الایۃ فنقول ان علیا رضی اللہ عنہ کان ولیا وامیرا
بھذا الدلیل فی ایہ وقت وھو بعد عثمان رضی اللہ عنہ واما قبل ذالک فلا امکن تھا
کہ ابو شکور کا عزو اقتدار عند السنۃ دکھایا جاتا مگر بایں وجہ عبث سمجھا گیا کہ وہ عبارت بالا میں معاویہ صاحب
کو رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں جس عالم کا ابو سفیان کے پور ذی شعور کی نسبت یہ اعتقاد
ہو اُس کے کھرے اور ٹکسالی سنی بلکہ کچھ اور ہونے میں کیا تامل ہے شاہ عبد العزیز صاحب
بھی عبارت بالا کی تصدیق وتائید فرماتے ہیں تحفہ میں رقمزن ہیں کہ آنحضرتؐ نے جو ارشاد فرمایا
ہے کہ یا علیؑ تمکو مجھ سے وہ نسبت ہے کہ جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اُس کے یہ معنی نہیں کہ آپ
خلیفہ بلافصل ہیں (غایت مافی الباب استحقاق امامت برائے حضرت امیرؑ ثابت می شود دلو فی
وقت من الاوقات وھو عین مذہب اہل سنت اور جہلا سے تو میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا البتہ ذیعقل
سنیوں کو حلف دیکر پوچھتا ہوں کہ شاہ صاحب وابو شکور وغیرہ علما کا یہ پخر لگانا کہ بعد عثمان

(ولو فی وقت من الاوقات) کس دلیل سے لایق تسلیم ہوسکتا ہے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے
کلام صدق نظام میں اس تاویل علیل کی کہیں بو بھی نہیں آتی اور نہ اہلسنت ثابت کرسکتے ہیں
کہ کبھی عمرو بکر کے لئے آنحضرتؐ نے تنصیص خلافت کی ہو بلکہ شاہ صاحب تحفہ میں لکھ چکے ہیں
کہ خلفائے ثلاثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص جبکہ آیاتؔ و احادیثؔ مندرجۂ صدر رسالہ سنیہ سے حضرت
امیرؑ کا منصوص خلافت ہونا پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا تو ہم کیسے یقین کرلیویں کہ آنحضرتؐ کا حدیث غدیر
ومنزلت ہارونی سے یہ منشاء تھا کہ بعد عثمان حضرت امیرؑ کی ولایت کا اثر محیط اسلام ہوگا ہم اسکا
بھی یقین کرلیتے مگر اسیوقت جبکہ سنی صاحبان آنحضرتؐ کی کوئی ایسی دلیل دکھلادیتے جس میں
ثلاثہ کے لئے صریحی طور پر حکم خلافت ہوتا خود اقرار کرتے ہیں کہ انکے لئے کوئی نص نبوی نہیں ہے اندریں
صورت ہم کیونکر باور کرلیویں کہ آنحضرتؐ کا یہ منشاء تھا کہ علیؑ بعد زمانہ عثمان خلیفہ ہونگے نہایت شکریہ ہے کہ
علمائے اہلسنت خصوص شاہ صاحب نے حضرت علیؑ کا خلیفہ منصوص ہونا تسلیم فرمالیا اسوقت انصاف بدست
منصفین اہل سنت ہے دیدہ باید ہر چہار خلفاء سے کس خلیفہ کی خلافت کو منظور فرماتے ہیں آیا
انکی جن کے لئے کوئی حکم نہیں یا اسکی جو کہ بقول انکے منصوص من الرسول تھا (علیؑ) جبکہ
باتفاق سنی وشیعہ کبھی آنحضرتؐ نے ثلاثہ کو اپنی وفات کے بعد مژدہ خلافت نہ سنایا تھا تو کیونکر
سمجھ لیا جائے کہ حدیث من کنت مولاہ وحدیث منزلت سے آپ کی یہ مراد تھی کہ علیؑ چوتھے درجہ
کی کرسی پر بیٹھیں گے اگر بہ نظر تامل دیکھا جائے تو آنحضرتؐ ثلاثہ کی خلافت سے سخت آزردہ تھے
اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کی تاباب جنت رسائی بعید تصور فرماتے تھے جن کتب اہلسنت
میں یہ مضمون درج ہے ان کے تمام یہ ہیں۔ اکام المرجان مصنفہ بدر الدین بن عبداللہ شافعی
ومناقب اخطب خوارزم ووسیلۃ المتعبدین ملا عمر وتوضیح الاسباب شہاب الدین بن احمد و
حسن السریرہ عبدالقادر بن محمد الطبری وغیرہ جملہ علمائے متذکرہ بدر بہ اسناد صحیحہ ابن مسعود صحابی جلیل القدر
کا بیان بہ این عنوان قلم بند کرتے ہیں کہ ایک روز جناب ختمی مآب نے کسی سفر میں ٹھنڈی سانس بھری
ابن مسعود نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا فکر لاحق ہے کہ حضور مشوش ہو رہے ہیں حضرت
نے فرمایا کہ یا ابن مسعود مجھکو اپنے زمانہ مابعد کی فکر ہے ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے دست بستہ عرض
کیا کہ پھر کسی کو اپنا خلیفہ وجانشین مقرر فرمادیجئے حضرت نے استصواباً واستمزاجاً پوچھا کہ کس کو خلیفہ کروں

اُنہوں نے رائے دی کہ ابوبکر کو اُمت کا سردار بنا دیجئے یہ سُنکر آپ نے سکوت کیا اور پھر
لمبی سانس بھری ابن مسعود نے پھر سبب تاسف پوچھا اور وہی جواب پایا مرتبہ ثانی حضرت لاثانی
کے لئے رائے دی مگر آنحضرت کا حزن و ملال و تاسف و اہتمال بر طرف نہوا ناچار ہو کر حضرت
علیؑ کا نام پیش کر دیا تب حضورؐ نے فرمایا کہ بخدائے عز و جل تم کبھی اُسکو خلیفہ نہ کرو گے کاش تم لوگ
اُس کی خلافت پر مجتمع ہو جاتے تو علیؑ وہ شخص ہے کہ تمکو جنت کا راستہ دکھا دیتا ابن مسعود سے شیخین
کا نام سنکر حضرتؐ کا سکوت فرمانا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ اُنکو اپنی جانشینی کے واسطے موزوں
نہ جانتے تھے اور حضرت امیرؑ کو مثل ذات خود ہادی و رہنما سمجھتے تھے یہ مضمون دیکھکر معتقدانِ
خلافت خلفائے ثلاثہ چونکے ہونگے یمین و شمال دیکھیں گے اور تا و تعکیہ علمائے محولہ بالا کی عبارات
پُرسلیں امید نہیں کہ اسکا یقین فرمائیں لہذا اُن کا اطمینان مد نظر کر کے کتاب اکام المرجان کی عبارت
بھی نذر کئے دیتے ہیں جس میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے مضمون نقل ہوا ہے (قد روی الامام
احمد عن عبد الرزاق عن ابیه عن عبد اللّٰہ ابن مسعود قال کنت مع النبی صلی اللّٰہ
علیه وسلم لیلۃ وفد الجن فتنفس فقلت مالك یا رسول اللّٰہ قال نعیت الی نفسی یا
بن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابو بکر فسکت ثم مضی ساعة ثم تنفس
قلت ما شانك بابی و اُمی یا رسول اللّٰہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف
قال من قلت علی قال اما والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلون الجنة) سبط
ابن جوزی و علامہ سیوطی و امام ذہبی و مؤلف کشف الظنون نے اکام المرجان کی تعریف کر کے
اپنی اپنی تالیفات میں اُس سے اخذ مطلب کیا ہے اخطب خوارزم نے بمثل اکام المرجان لکھکر
اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اگر علیؑ کو خلیفہ کرو گے تو تمکو جنت میں پہنچا دے گا مگر مجھکو امید نہیں کہ آپ
حضرات اسکو مسند نیابت پر بیٹھنے دیں حضرتؐ بعلم نبوت خوب جانتے تھے کہ بعد ہمارے مسلمان
علیؑ سے آنکھیں پھرائیں گے اور تخت خلافت تک اُنکو نہ آنے دینگے جسقدر کتب کے حوالے
دئے گئے ہیں ممکن نہیں کہ کوئی شخص اُن کے ابطال پر قادر ہو۔ مگر چونکہ تحفہ شاہ صاحب بنظر اہلسنت
زیادہ معتبر مانا جاتا ہے۔ لہذا تائید مضمون بالا اُس سے امداد لیجاتی ہے تحفہ کے صفحہ (۱۳۱)
پر درج ہے۔ از بعضے احادیث اہلسنت ظاہر میشود کہ بعض صحابہ از حضرت رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم

التماس اختلاف نمودند فی المشکوٰۃ عن حذیفہ قال قالوا یارسول اللہ استخلفت
قال لو استخلفت علیکم فعصیتموہ عذبتم ولکن ما حدثکم حذیفہ فصدقوہ
وما اقراکم عبد اللہ فاقرءوہ رواہ الترمذی) ماحصل یہ ہے - حذیفہ کہتے ہیں کہ
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضور خلیفہ مقرر فرمائیں جواب دیا
کہ جسکو ہم اپنا نائب مقرر کریں گے اُس کی تم لوگ نافرمانی کرو گے اور بوجہ عدم امتثال
حکم خلیفہ عصیان وطغیان کے گہرے کنوؤں میں جا گرو گے - لیکن درباب خلیفہ حذیفہ جو تم کو
خبر دیوے اُسکو صحیح سمجھنا - حقیر نے رسالہ مشعل ہدایت میں لکھا ہے کہ باتباع حدیث صحیح مسلم
جلد ۲ صفحہ ۲۷ ۱۲ حذیفہ ثلاثہ کے زمانہ کو بد جانتے تھے بلکہ ان کو امامان شیطان سیرت وانسان
صورت خیال کرتے تھے اور حضرت امیرؑ کو امام الصدق اور خلیفہ حق کہتے تھے - جبکہ حضرت امیرؑ
متمکن سریر خلافت ہوئے اُسوقت حذیفہ کوفہ میں علیل تھے جب انہوں نے حضرتؑ کے خلیفہ
ہونے کی خبر سُنی تو ممبر پر جا کر خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ ڈرو اور علیؑ کے دست
حق پرست پر بیعت کرو قسم خدا کی وہ بزرگ اول وآخر اور ہر وقت میں حق پر ہیں یہ زمانہ اُس سے
بہتر ہے کہ جو وقت وفات رسولؐ سے اسوقت تک گذرا حذیفہ نے دور سے ہاتھ اُٹھا کر
کہا کہ خداوندا گواہ رہنا کہ میں نے علیؑ سے بیعت کی اپنے بیٹوں کو بلا کر سمجھایا کہ میں تو اب مرتا ہوں
تم علیؑ کو اپنا امام جاننا اور اُن کی بیعت کرنا فلاح آخرت اسیکو ہے جو کہ اُنکے سایہ حمایت میں ہو
پس حذیفہ نے اگر کہا بھی تو حضرت علیؑ کے لیئے نہ کہ اور کسی کے واسطے عمر وغیرہ کے لیئے تو
کبھی کہہ بھی نہ سکتے تھے کیونکہ عمر صاحب اُن سے پوچھا کرتے تھے کہ تم رازدار نبیؐ ہو منافقین اُمت
کے نام تم کو حضرتؐ نے بتلا دیئے ہیں سچ فرمائیے کہ میرا نام بھی آپ کی فہرست میں درج
ہے حذیفہ نے اطمینان بخش جواب نہ دیا صرف اتنا کہدیا کہ (انت اعلم بنفسک) یعنی تم اپنی حقیقت
سے آگاہ ہو گر لیلۃ العقبیٰ میں شریک جماعت مفسدین تھے تو منافق ہو ورنہ نہیں - پس جن لوگوں
کے مقدمہ نفاق کو حذیفہ نے بلا تصفیہ چھوڑ دیا اور جن کو انسان صورت وشیطان سیرت پایا اور
جن کے زمانہ کو اہل کوفہ اور اپنے بیٹوں کے سامنے بُرا بتلایا کب ممکن ہو سکتا ہے کہ حسب مفاد حدیث
مشکوٰۃ اُس نے کبھی ثلاثہ کو خلیفہ بتلایا ہو - واقعات تو دکہہ رہے ہیں کہ سوائے حضرت امیرؑ کے

کسی اور کے لئے حذیفہ نے لب نہ ہلایا تھا حضرات اہلسنت بجائے خود یقین رکھتے ہیں کہ تمام صحابہ اور بالخصوص ثلاثہ آنحضرتؐ کے ازبس مطیع تھے اُنکے ہر حکم کی تعمیل اپنا فرض مذہب جانتے تھے حقیر عرض کرتا ہے اگر وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسا کہ اہلسنت سمجھ رہے ہیں تو تکذیب نبی لازم آتی ہے اگر تابع و منقاد ہوتے تو حضرتؐ اُنکے مُنہ پر یہ کیوں کہتے کہ میرے مقرر کئے ہوئے خلیفہ کی تم نافرمانی کروگے اور پاداش حکم عدولی سید سے جہنم میں چلے جاؤ گے سنیوں کو اختیار ہے نبی کو سچا جانیں یا اپنے عقیدہ کو ایسے لوگو نکو کوئی کافر بھی مسلمان نہیں کہہ سکتا جن سے آنحضرتؐ کو یقین نافرمانی ہو اسی حدیث کے قریب صفحہ مذکور پر پھر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ بعد حضور کے کون حاکم ہوگا فرمایا اگر ابو بکر کو اپنا سردار کروگے تو ان کو امین اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف مائل اور حق بات کہنے والا پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو خلیفہ بنایا تو باقوت دسطوت اور صاحب رعب ہشت دیکھو گے۔ علیؑ کو سردار کیا تو تمکو سیدھا جنت کے دروازہ پر پہنچا دے گا مگر مجھکو امید نہیں ہے کہ تم اُسکو خلیفہ کرو حق طلب لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ بعد نبی مسلمانوں کو کیسے شخص کی ضرورت تھی دانشمند اس سوال کا یہ جواب دے گا کہ جو ہادی ہدایت کرکے بہشت میں پہنچا دے سو ایسا ہونا اقرار ولایت مرتضوی پر حسب ارشاد نبیؐ موقوف تھا جبکہ آنحضرتؐ فرما چکے کہ تم اُنکی حکومت کو پسند نہ کرو گے پس لازم آیا کہ وہ بزرگوار دنیا طلب تھے مفاد آخرت پر اُن کی نظر نہ تھی اگر ہوتی تو بالضرور بعد انتقال ختمی مرتبت حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرکے بلا روک بہشت میں چلے جاتے الختصر حضرات اہلسنت کا یہ خیال کہ آنحضرتؐ کا حدیث غدیر سے یہ منشاء تھا کہ علیؑ امیر، مثان و سردار امت و نافذ الامر فی اسلام بعد عثمان ہوں گے بالکل بعید عقل ہے بفرض اگر اس کو مان لیا جائے تو وہ علمائے قطعی غلط خیال ثابت ہونگے جو کہ مولا کو بمعنی اولیٰ جاننے سے گریز کرکے محبت و نصرت پر محمول کر رہے ہیں بہر دو صورت اہل سنت کو ضرور ہے اکام المرجان و تحفہ سے جو احادیث نقل کی گئی ہیں اُن میں کہیں عثمان کا نام تک نہیں پھر بعد عثمان کیونکر سمجھ لیا جائے براہ ربانی علمائے اہل سنت اس جملہ کو درست کرکے بتلائیں تاکہ ہم بھی سمجھ لیویں۔ جاننا اور سمجھنا چاہیے کہ آنحضرتؐ خوب جانتے تھے کہ یہ لوگ میرے خاندان کی بیخ کنی کرکے آل احمدؐ سے حکومت ٹال کر دوسرے خاندانوں کو تمتع دلائیں گے۔ لہٰذا آپ نے

حضرت امیرؑ سے فرمادیا تھا کہ اے علیؑ اپنے حقوق کے تلف ہو جانے پر رنج و افسوس نہ کرنا صبر و شکیبائی سے کام لینا اس بیان کے متعلق رسالہ مشعل ہدایت میں کتب اہلسنت سے اکثر و بیشتر مضامین نقل کر دیئے گئے ہیں اس جگہ مدارج النبوۃ سے ایک جملہ دکھلاتا ہوں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ بوقت وفات آنحضرتؐ نے وصیت کی (کہ یا علیؑ بعداز من بسے مکروہات زمانہ بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نشوی وچوں بینی کہ مردم دنیا دنیارا اختیار کردند تو دین را اختیار کنی و راہ صبر گیری) شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی ازالۃ الخفا میں تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ نے اُن تمام حوادث پر حضرت امیرؑ کو مطلع فرمادیا تھا جو کہ نبی کی وفات کے بعد اُن کو پیش آئے تھے اسی جہت سے حضرت امیرؑ بجائے خود متیقن تھے کہ ثلاثہ ہمارے حقوق کو لے لیں گے اور مسند نبوی پر بیٹھنے ندیں گے بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت امیرؑ دولت سرائے ختمی مرتبت سے اُس زمانہ میں جبکہ آنحضرتؐ علیل تھے باہر آرہے تھے دروازہ پر حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوئی اُنھوں نے پوچھا کہ حضور انور کا مزاج اقدس کیسا ہے جواب دیا کہ بحمد اللہ اب اچھے ہیں جناب عباس نے فرمایا کہ میں اُن علامات سے واقف ہوں جو کہ ہمارے خاندانی والوں کو وقت مرگ دکھائی ہوتی ہیں میری دانست میں اُن کو یہ مرض الموت ہے جاں بری کل نظر آتی ہے تم میرے ساتھ چلو در باب خلافت اُن سے دریافت کرلیں کہ بعد آپ کے کون فرمانروائے مملکت اسلام ہوگا حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ میں اس کو دریافت نہیں کرسکتا کیونکہ جب اُن سے پوچھا جائے گا سوائے میرے کسی کے لئے ارشاد نہوگا اور اُن کے بعد کوئی مجھکو خلافت پر متصرف نہونے دیگا جو شخص کہ اپنی خلافت بلافصل پر ایسا یقین رکھتا ہو اُس کی ولایت کو بعد زمانہ عثمان سمجھنا راہ سفاہت اختیار کرنا ہی۔ ہمارا مطلب فقط اتنا ہے کہ حدیث غدیر و دیگر احادیث سے آنحضرتؐ کا مقصود مولائیت حضرت امیرؑ کا مشتہر کرنا تھا بحمد اللہ وہ ثقہ سنیاں بلکہ پیر سنیاں یعنی شاہ صاحب کے بیان سے بوجہ اتم ثابت ہو گیا۔ اگر بخاطر داشت اہل سنت اس بات کو مان لیا جائے کہ منشائے آنحضرتؐ بعد زمانہ عثمان تھا تو حضرت عمر کا ادائے تہنیت قبل از وقت سے چنداں عاقل قرار نہیں پاتے کیونکہ اُنھوں نے اِن الفاظ سے مبارکباد ادا کی تھی

اچھی صبح کی تم نے اے ابوالحسن کہ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولا ہوئے
یہ واقعہ ۹ سنہ ہجری کا ہے اور بعد عثمان ۳۵ سنہ میں حضرت امیرؑ خلیفہ ہوئے۔ تعجب ہے حضرت دوم
کی پختہ عقل پر کہ ایسے واقعہ پر اظہار بشاشت فرمایا جسکا وقوع (۲۶) برس بعد ہوا اور یہ ثابت
کیا گیا ہے کہ اسی جلسہ میں آیۂ الیوم نازل ہوئی یہ اُس سے بھی زیادہ عجب ہے کہ ولایت امیرالمومنینؑ
کے اعلان سے تکمیل دین نبوی ہو اور وہ ولایت عرصہ دراز تک معرض التوا میں رہے اگر
اہل سنت کا یہ مقولہ (کہ بعد زمانۂ عثمان) صحیح مان لیا جائے تو لازم آجائے گا کہ دین نبوی تا
ظہور ولایت جس کی حد غایت ۳۵ سنہ ہے ناقص و ناتمام رہا اور ثلاثہ نے نقص اسلام کے
زمانہ میں خلافت کی واللہ اگر ہزار بار سنگ خارا پر سر ماریں گے۔ کبھی اس طبع زاد فقرہ کو ثابت
نہ کرسکیں گے اکثر علما قائل ہوئے ہیں کہ بعد نزول آیۂ تکمیل دین پھر کوئی حکم نازل نہیں ہوا
چنانچہ تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بہ یعقوبی میں جو عبارت عربی لکھی ہے اُسکی اُردو یہ
ہے یہ تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی
وہ (الیوم اکملت لکم دینکم) ہے اور یہ آیت درباب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام
نازل ہوئی شاید بعض ناانصاف پرانی کتاب کے حوالہ کو پسند نہ فرمائیں اُن کی تسکین خاطر کے
لئے ایک نئی اور سخت معتبر کتاب کا پتہ دیتا ہوں تحفہ کے باب دہم میں مطاعن خلیفہ دوم کا دفعیہ
شاہ صاحب نے جو کیا ہے اُس جگہ دوات وقلم کے قضیہ میں رقم طراز ہیں کہ آنحضرتؐ کوئی نیا حکم
نہ لکھواتے تھے بلکہ پرانے احکام کی تاکید مرکوز طبع اقدس تھی۔ کیونکہ غدیر خم میں آیۂ اکمال دین
نازل ہو کر دین نبوی کو مکمل کر چکی تھی بحمد اللہ ثابت ہو گیا کہ بفور اشتہار ولایت مرتضوی دین محمدی
کامل ہو کر ایک دم کے لئے ناقص نہیں ہوا جو لوگ معتقد امارت امیرالمومنین ہوئے اُن کا دین
کامل ہوا اور جن کو اس سے انکار ہوا وہ رہے وہ صرف چھری باز سلمان ہیں افسوس ہے کہ
سنی صاحبان اپنی کتابوں کو بہ نظر تعمق نہیں دیکھتے آنحضرتؐ نے حضرت امیرؑ کو اسوقت خلیفہ
کیا تھا جبکہ علی الاعلان دعوت اسلام شروع فرمائی تھی یہ مبارک وقت وہ تھا کہ جناب پر
آیۂ وافی ہدایہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نے حسن نزول پایا تھا معنی یہ ہوئے کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عشیرہ اپنے کنبہ اپنے قریبوں عزیزوں کو عذاب الٰہی سے خوف

ولاؤ ذانیس ۱۹ علماے اہل سنت اور چار مورخین یورپ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا وزیر وخلیفہ کرکے بنی ہاشم کو حکم دیا کہ اُس کی اطاعت و فرماں برداری پر کمر بستہ ہوں اُن علماء اور مورخین کے نام نامی لکھتا ہوں۔

(۱) تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن مؤلفہ امام علاء الدین علی البغدادی۔

(۲) تفسیر سراج المنیر مؤلفہ علامہ محمد شربینی خطیب۔

(۳) ابو اسحق احمد بن محمد ابراہیم الثعلبی۔

(۴) ابن مردویہ بتفسیر خود۔

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم مؤلفہ امام ابو محمد۔

(۶) امام محی الدین بغوی بہ تفسیر معالم التنزیل۔

(۷) تفسیر کبیر ابن جریر مؤلفہ امام ابو جعفر۔

(۸) شیخ علاء الدین علی المتقی بکتاب کنز ل العمال۔

(۹) امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی بہ کتاب دلائل النبوۃ۔

(۱۰) امام حافظ ابو نعیم اصفہانی بہ کتاب دلائل النبوۃ۔

(۱۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر یزید الطبری بہ کتاب تہذیب الآثار۔

(۱۲) علامہ ابراہیم بن عبداللہ وصابی یمنی شافعی بہ کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعہ الخلفاء۔

(۱۳) علامہ اخوند محمد بن خاوند شاہ ہروی بہ کتاب روضۃ الصفا۔

(۱۴) غیاث الدین ہمام الدین الہروی بہ کتاب حبیب السیر

(۱۵) علامہ ملا معین کاشی بہ کتاب معارج النبوۃ۔

(۱۶) تاریخ ابو الفدا مؤلفہ ملک موئید اسمٰعیل ابو الفدا۔

(۱۷) تاریخ کامل مؤلفہ علامہ ابو الحسن علی بن محمد المعروف بابن الاثیر جزری۔

(۱۸) تاریخ کبیر طبری مؤلفہ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری۔

(۱۹) کتاب المغازی مؤلفہ امام اہل سیر علامہ محمد بن اسحاق۔

اسمائے مورخین ملک یورپ معہ پتہ کتاب

(۱) کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ لکچر دوم - مسٹر کارلائل صاحب بہادر -

(۲) کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مولفہ ڈیونپورٹ صاحب -

(۳) کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرز مولفہ واشنگٹن اروننگ -

(۴) کتاب ڈکلائین آف رومن امپائر مولفہ مسٹر گبن -

تمام علماء و مورخین کی عبارات جناب مولوی شیخ احمد حسین صاحب سنی المذہب تعلقہ دار پریانواں کی کتاب الآیات البینات متذکرہ اوراق بالا کے معائنہ سے واضح ہو سکتی ہیں چونکہ رسالہ ہذا میں اختصار مدنظر ہے لہذا صرف ایک عالم اہلسنت اور ایک مورخ یورپ کا بیان قلمبند کرتا ہوں -

بیان عالم سُنی

ملک موید اسمعیل ابوالفدا تاریخ ابوالفدا میں جو کہ مشہور و معروف ہے باین عبارت لکھتے ہیں کہ تین سال تک پیغمبر صاحب مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے بعد اسکے اللہ جل شانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا چنانچہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا تو آنحضرت صلعم نے علی مرتضیٰ کو بلا کر فرمایا کہ ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک پیالہ دودھ کا تیار کروا اور بنی عبدالمطلب کو بلاؤ تاکہ میں اُن سے کلام کروں اور حکم الٰہی پہنچاؤں حضرت علیؑ نے بہ تعمیل ارشاد پیغمبر علیہ السلام بنی عبدالمطلب کو جو کہ کم و بیش چالیس آدمی تھے جمع کر کے کھانا حاضر کیا جسے سب نے سیر ہو کر کھایا پیا حالانکہ وہ اتنا تھا کہ ایک شخص کی خوراک ہوتا جب سب کھانے سے فارغ ہوئے اور آنحضرت نے چاہا اُن سے کلام کریں تو ابولہب نے مبادرت کی اور کہا کہ تمہارے صاحب نے تم پر جادو کیا ہے اسپر تمام لوگ متفرق ہو گئے اور آنحضرت کو کلام کا موقع نہ ملا حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ تم نے دیکھا اس شخص نے کلام میں مجھپر سبقت کی اب کل پھر اسی طرح سامان دعوت مہیا کرو اور سب کو جمع کرو - چنانچہ حسب الارشاد دوسرے دن پھر سب جمع کئے گئے اور کھانا رکھا گیا جب سب کھا پی چکے تب پیغمبر صاحب نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم میں کسی ایسے انسان کو ملک عرب میں نہیں جانتا جو اپنی قوم کیلئے

اُس سے بہتر کوئی چیز لایا ہو جو میں تمہارے لئے لایا ہوں میں تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نیکی اور بھلائی لایا ہوں اور اللہ تعالے نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں اس کیطرف بلاؤں پس تم میں سے کون ہے کہ اس امر میں میری مدد اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو سب حاضرین یہ سنکر روگرداں ہوئے مگر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے باوجود صغرسنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں اس امر میں آپ کی وزارت کو موجود ہوں اور آپ کی مدد کو حاضر ہوں پس آنحضرت نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اے قوم بیشک یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سُنو اور اس کی اطاعت کرو یہ سُنکر سب لوگ ہنستے ہوے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے کہتے تھے کہ تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے علیؑ کی اطاعت کرو اور اُسکا حکم سنو۔

بیان مورّخ یورپ

کتاب اپالوجی فرام محمدؐ اینڈ دی قرآن مؤلفہ ڈیونپورٹ صاحب محمدؐ صاحب نے باوجود اپنی پہلی کوشش میں ناکامیاب ہونے کے بعد دوبارہ بنی ہاشم کی ایک جماعت کو اپنے مکان پر جمع کیا اور اُن کی ضیافت کی پھر کھڑے ہو کر خدا کے الہامی احکام سے اپنے سلسلے کے لوگوں کو آگاہ کیا اور بآواز بلند فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب جس خدا نے تم لوگوں کو افضل ترین نعمتیں عطا کی ہیں اُسی کے نام سے تم لوگوں کو اس دنیا کی برکتیں اور آیندہ کی دائمی خوشیاں بخشتا ہوں پس تم میں سے کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا یہ سُنکر سب لوگ خاموش ہو گئے بعض تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی اور تمسخر سے ہنستے تھے آخر کار علیؑ نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ پیغمبرؐ کے حضور میں عرض کیا کہ اے پیغمبرؐ میں موجود ہوں محمدؐ صاحب نے اپنا ہاتھ اس نوجوان کی گردن میں ڈالا اور اُسکو اپنے سینہ سے لگا کر بآواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو دیکھو اور تم لوگ اس کی بات سنو اور اس کی فرمانبرداری کرو جو علیؑ کی جرأت اور مستعدی پر قریشیوں نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگا کر اس کم سن خلیفہ کے باپ کو اپنے لڑکے کے سامنے جُھکنے اور اسکی فرمانبرداری کرنے پر ملامت کی۔

میں قوی امید رکھتا ہوں کہ اب سنی صاحبان بالضرور جامہ انصاف زیب بدن کرکے یقین فرمالینگے

کہ جس شخص کو آنحضرت صلعم نے اظہار نبوت کے وقت اپنا بھائی اور وزیر اور خلیفہ قرار دیا اور جسے
صغر سنی میں اس جلیل عہدہ کے فرائض اپنے ذمۂ ہمت پر باوصف مخالفت اہل خاندان
لے لئے وہ خلیفہ جائز اور جانشین مطلق بلکہ شریک اجراے نبوت و معین کار شریعت تھا اُس کی
وزارت وخلافت کا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹا نبی نے اپنے اہل خاندان کو اُس کے سامنے سر
جُھکانے اور اُس کے حکم کے ماننے کا حکم دیا۔ جو شخص خاندان نبوت پر حکمرانی کرنیکا فرمان اپنے
پاس رکھتا ہو وہ کبھی کسی عمرو بکر کا تابع نہیں ہوسکتا اُسکا اول و آخر ایک طرح کا تھا جو لوگ لفظ مولا کو
یعنی محب و ناصر سمجھے ہوئے ہیں یا اولی بتصرف مانکر بعد عثمان کی شق قایم فرماتے ہیں اُن کو
سوچنا چاہیئے کہ جو شخص ابتدائے رسالت میں خلیفہ کیا جائے اور جس کی گردن پر تمام بار ڈالا جائے
وہ بعد نبی اغیار کا مطیع کیونکر ہوسکتا ہے ہاں اگر آنحضرت صلعم یہ ارشاد فرماتے (کہ من کنت مولاہ
فعلی مولاہ لکن بعد عثمان) تو صاحب ہدایۃ السعدا کا مذکورۂ بالا مضمون صحیح ہوجاتا اب سوائے
ازیں کیا کہا جائے کہ خلفائے ثلاثہ کی نیازمندی اس لکھنے کی مقتضی ہوئی اے منکرین مولائیت
حضرت امیرؑ مضامین مندرجہ صدر دیکھکر آپ کی تسکین ہوگئی یا اب بھی بجوش محبت خلفاء مثل گدائے گرسنہ
ایک اور ایک کا مجموعہ دو روٹیاں بتائے جاؤگے ہمارے پاس حضرت امیرؑ کی ولایت حقہ کا
تو وہ تودہ ثبوت موجود ہے گو کہ حضرات اہل سنت کثرت ثبوت دیکھکر منزجر و کبیدہ خاطر
ہونگے مگر قلم نہیں رُکتا برابر جست و خیز کئے جاتا ہے نظر برآں ایک اور عالم معتبر کو شہادت میں
پیش کرتا ہوں اُن کے بیان کو ملاحظہ فرماکر اہل سنت ضرور متاثر ہوں گے جناب شاہ عبدالعزیز
صاحب برادر زادہ مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی رسالۂ امامت میں رقمطراز ہیں کہ رسالتمآب
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت علیؑ کی ولایت کا مسلمانوں سے سوال
کیا جائے گا مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آیۂ کریمہ (وقفوہم انہم مسئولون) سے
یہ مراد ہے کہ بروز غدیر جو بشیر و نذیر نے جناب امیرؑ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اُس کی نسبت
پوچھا جائے گا۔ صاحب مقدم الوصف نے امام کی شان بھی بتلادی کہ وہ کیسا ہوتا ہے -
فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک بہ اعتبار منزلت پہلے رسولؐ ہے زاں بعد امام۔ کتاب امامت
میں مولوی صاحب ممدوح نے بڑی طولانی عبارت لکھی ہے جس سے امام کی رفعت شان

ظاہر ہوتی ہے حقیر نے وہ تمام تر عبارت رسالۂ اعجاز داؤدی و کتب اصول دین میں لکھدی ہے اس جگہ صرف ایک فقرہ متعلق بہ لفظ مولا عرض کیا جاتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالو بلی فقال لھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقال اللہ تعالیٰ یوم ندعو کل اناس باما مھم وقفوھم انھم مسؤلون قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھم مسؤلون عن ولایتہ علیؑ یہ مضمون صداقت مشحون دیکھکر عجب نہیں کہ بہانہ طلب لوگوں کو بات بنانے کا موقع مل جائے اور حسب عادت کہہ اُٹھیں کہ محمد اسمٰعیل صاحب شیعہ ہو گئے ہوں گے ورنہ کبھی ایسا مضمون جس سے خلافت ثلاثہ کی شان درجۂ نابود پر پہنچتی ہے نوک ریز خامہ نفرماتے - لہذا اُن کی اطمینان خاطر کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ مولانا مولوی صدیق حسن خانصاحب نے کتاب اتحاف النبلا میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کی بڑی لمبی چوڑی عبارت میں تعریف کی ہے اور اسقدر مداحی میں قلم فرسائی کی ہے کہ پڑھتے پڑھتے دماغ چل جائے اُس طولانی عبارت کا ایک فقرہ عرض کرتا ہوں (ایں ہمہ ترویج شریعت از شرق تا غرب و رفع بدع و محدثات کہ می بینی و ایں ہمہ مذاکرۂ علوم و کثرت صوم وصلوٰۃ و زکوٰۃ و آبادی مساجد کہ در ہند مشاہدہ می کنی ہم بدولت جد اختیار او و مولوی عبد الحی مرحوم است - گوئی در سرزمین ہند مثل ایں دو بزرگوار کہ بجائے دو وزیر شیخ خود بودند دریں دوازدہ صد سال کسے نہ برخاستہ - اسلام را بعہد ایشاں رونق دیگر حاصل شدہ و سنن ماثورہ محو شدہ را بعز و ریزی ایشاں جہانے تازہ دست دادہ لاسیما حکایات برکات وعظ نصائح محمد اسمٰعیل و کثرت اہتدائے مردم بہ پند واندرز آں ربانی جلیل چیزے است کہ مخالف و موافق دراں یک زبان است نتواں گفت کہ چہ قدر رسوم اشتراک و بدع و ہم متلاشی شد و محدثات و کفریات از عالم بدر رفت انتہیٰ - بقدر الحاجت)

مقام غور ہے کہ اس جلالت و شان کا آدمی جسکا نظیر بقول مولوی صدیق حسن خاں صاحب بارہ سو برس میں پیدا نہیں ہوا اور جسنے ہندوستان سے بدعات کو محو کرکے اسلام کا جھنڈا گاڑا اور وہ بھی جناب شاہ صاحب کا خاص بھتیجا اس بات کا قائل ہو کہ جناب امیرؑ کی ولایت کا جو کہ روز غدیر معرض ظہور میں آئی تھی بروز قیامت سوال کیا جائے گا تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ

ایسی صورت میں مولا کو بمعنی اولی کوئی عاقل تسلیم نہ کر سکے معلوم ہوا کہ شیخین و امثالہم کے بارہ
میں کسی مسلمان سے امر تہم کا سوال نہ کیا جائے گا اس کی وجہ ظاہر نہیں ہوتی کہ ایسے خلفاء کی
بابت جنکو راشدین کہا جاتا ہے کیوں پرسش نہو گی۔ حضرت امیرؑ تو چوتھے درجہ کے خلیفہ ہیں
اور خلافت بھی ایسی ضعیف کہ بقول ولی اللہ زوال اسلام کا سبب ہو کر انسلاب فتنہ ہائے باقی
کا باعث ہوگئی اور وہ تفضلات الٰہی جو کہ شیخین کے زمانہ میں شامل حال اہل اسلام تھے اُنکے
وقت میں قطعاً مسدود ہو گئے تھے جس شخص کی ولایت کا سوال ہو اُس سے اہل سنت کو اُسکا
ہو اور جن کے بارہ میں کوئی پرسش نہو گی اُن کی خلافت یہ اقتدار پائے کہ منکر کو کافر بنا دیوے
یقین ہے کہ جماعت اہل انکار میں ایسے آدمی بھی ہوں گے جن کو تقلید دین آبائی و ناحق پرستی
کے مقابلہ میں اصلاح عقبیٰ کا خیال ہو میں اُنھیں حق طلب لوگوں سے مخاطبہ کر کے بحلف دریافت
کرتا ہوں کہ سچ فرمائیے باوجود ملاحظہ ایسے ثبوت کثیر کے کوئی اور حالت منتظرہ باقی ہے یا کہ
اطمینان کامل ہو گیا اگر کوئی تشکیک و توہم نہیں رہا تو کیا دیر ہے بسم اللہ ادھر آ نکر راکب سفینۂ نوح
ہو جیئے اور بدل اقرار کیجیے کہ مولا بمعنی اولیٰ ہے اور ولایت مرتضوی کا قیامت میں سوال
کیا جائے گا۔ شاہ صاحب کے بیان سے اہلسنت بڑے مغالطہ میں ہیں جو کہ مولا کو اولیٰ
سمجھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ اُن کو خبر نہیں کہ بڑے بڑے محققین نے زچ پیچ ہو کر بالآخر
یہ ہی کہدیا کہ بے شبہہ حدیث غدیر سے خلافت ظاہر ہوتی ہے مولوی رشید الدین خانصاحب
شاگرد رشید شاہ صاحب نے رسالہ (ایضاح) میں مان لیا کہ مبرہن بودن خلافت حضرت
امیرؑ ازیں حدیث منافی مذہب اہل سنت نیست۔ یعنی حدیث غدیر سے خلافت مرتضوی
کا ظاہر ہونا اہل سنت کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا ہے اہل سنت کو فائدہ ہو یا نقصان ہمکو اس سے
کوئی بحث نہیں ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ بشیر و نذیر کا غدیر میں (من کنت مولاہ فعلی مولاہ)
فرمانا حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کا ثابت کرنیوالا ہے۔ رشید الدین صاحب جو فرماتے
ہیں کہ منافی مذہب اہلسنت نہیں یہ عجب حملہ ہے اگر مذہب سنیہ کی نفی لازم نہ آتی تو شاہصاحب
کیوں انکار کرتے بہر حال وہ اُستاد تھے کئی گھاٹ کا پانی پیا تھا خوب جانتے۔ تھے کہ
اس کے اقرار سے ثلاثہ کی خلافت رخصت ہو جائیگی لہذا منکر محض بن گ

سنیوں کو انکاری کر دیا اگر اُستاد کو سلام کرکے شاگرد کا دامن اہلسنت پکڑ لیں اور حضرت کو
بموجب کارروائی غدیر خلیفہ بلافصل اعتقاد کر لیں تو پھر کچھ جھگڑا ہی نہ رہے ۔ اسلام میں جو کچھ بھی
فساد ہے وہ ثلاثہ کا ہے اگر یہ تینوں سند خلافت سے اُٹھا دیئے جائیں تو قصہ طے ہو جائے
اطبا کا قاعدہ ہے کہ جب مریض کا علاج کرتے ہیں تو پہلے اس مرض کے لاحق ہونے کا سبب
معلوم کرتے ہیں جب سبب مشخص ہو جاتا ہے اُسوقت نسخہ تجویز کرتے ہیں ۔ خدا شفا دیتا ہے اسوقت
اسلام بیمار ہے اور بیمار بھی ایسا کہ آخر درجہ پر پہنچگیا ہے ۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا علاج
کریں ورنہ مفسد کیڑے تمام بدن کھا جائیں گے میں اسوقت ایک نسخہ مرتب کرکے پیش کرتا ہوں
جو لوگ کہ اہلسنت میں طبابت کرتے ہیں وہ ادویہ اور اُس کے اوزان پر غور کرکے رائے
رائے ملائیں ۔

بیماریٔ اسلام کا نسخہ

ہوالشافی

چونکہ حسب تصریح اول فی الواقع اور بقول مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف مطرقۃ الکرامۃ
(مسائل اعتقادیہ میں فیمابین فریقین سب سے زیادہ اختلاف مسئلہ امامت میں ہے) پس مرض
مشخص ہو گیا ہر دو فرقہ کے اطبا تشخیص میں متحد الرائے ہو گئے اب علاج بآسانی ممکن ہے
مسلمانوں کو لازم ہے کہ خلافت کا تصفیہ رسولؐ کے ارشاد پر کریں ۔ اگر نبیؐ نے پس از وفات خود
خلیفہ نہیں کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر کا ارشاد ہے تو اہل اسلام پر لازم ہے کہ کسی کو
خلیفۂ رسولؐ نہ کہیں اور جس کسی نے بعد نبیؐ بلا سند دعوئے خلافت کرکے اپنے آپ کو خلیفۂ رسولؐ
کہا اور لوگوں سے کہلوایا اُسکو خلیفہ ناجائز اور خلیفہ کہنے والوں کو رہرو مسلک بدعت سمجھیں ۔
بصورت دیگر اگر نبیؐ نے پس از وفات خود اسکا انتظام کر دیا تھا تو اس کی خلافت کے معتقد ہوں
اور جو لوگ کہ نبیؐ کے حکم سے روگردانی کرکے اپنی رائے کو دخل دیں اُنکو باغی و طاغی سمجھا جائے
میں نہیں سمجھ سکتا کہ میری اس آزادانہ اور منصفانہ تجویز سے کسی کو انکار ہو جس عقلمند کے سامنے یہ
جملہ بیان کیا جائے گا وہ ضرور میری رائے سے اتفاق کریگا اگر متفق نہوگا تو قید اسلام سے نکلکر
کچھ اور بن جائے گا ۔

سُنی صاحبوں کو باتباع ارشاد عمریہ قاطبۃً انکار ہے کہ آنحضرت نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا
اسی جہت سے شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ منصوص نہیں ہیں پس ایسے شخصوں کو خلیفہ
نہ ماننے سے ان پر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا جو کہ اُن کو خلیفہ نہیں مانتے یا کہ اُن کے احکام
وسیرت کو بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں البتہ وہ لوگ ضرور ملزم ہیں جو اُن خواہ مخواہ خلفاء کو نبی کا سچا
جانشین مان کر اُن کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں اور اُن کی خلافت کے نہ ماننے والوں کو کافر
کہتے ہیں شیعہ صاحب فرماتے ہیں کہ نبیؐ نے اوّل علیؑ کو اُس وقت خلیفہ کیا تھا جبکہ اپنی نبوت کو
علی الاعلان کرنا چاہا تھا عوام الناس تو درکنار اپنے خاندانیوں کو صاف طور پر اُن کی اطاعت
کرنے کا حکم دیا ہے۔ شیعہ اپنے بیان کا ثبوت کتب اہلسنت سے پیش کرتے ہیں جیسا کہ
۱۹ علماء اور چار مورخین اہل یورپ سے اول کہا گیا مرتبۂ دوم غدیر میں اپنی وفات سے
دو ڈھائی مہینہ قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کی موجودگی میں خلیفہ بنایا جس کا سنیوں کو بھی
اقبال ہے۔ پس اگر مسلمان اُن لوگوں کو خلیفہ نہ سمجھیں جو کہ بلا حکم نبیؐ زبردستی خلیفہ ہو گئے تھے اور
اس بزرگ کی خلافت کے معتقد ہوں جس کو نبیؐ نے بالفاظ واضح اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اسلام
میں کوئی فساد نہ رہے اور جو عارضہ کہ عرصۂ کثیر سے لاحق حال ہو رہا ہے وہ بالکل اس گولی سے
دفع ہو جائے اس جگہ اہل سنت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہرگاہ وہ خلافت کر کے چلدئے اب ہم کیونکر
اُن کو چھوڑیں اُنھوں نے تو خود دنیا کو چھوڑ دیا اب اگر ہم اُن کو خلیفہ نہ بھی سمجھیں تو کیا ہوتا ہے وہ اپنا
نسخۂ ذیل سے علاج کریں۔
فاتحہ تو اُن کی کوئی دلاتا ہی نہیں البتہ سُنی صاحب اُن کی سیرت پر چلتے ہیں جو قوانین و ضوابط
وہ اپنی حیات میں جاری کر گئے ہیں اسپر عامل ہیں لازم ہے کہ خطبۂ جمعہ و عیدین سے اُنکے
تمام نکالکر ائمہ علیہم السلام کے اسمائے گرامی داخل کریں اور جسقدر احکام ثلاثہ زیر عمل ہیں
اُن سب کو دفتر اسلام سے نکالکر ذریت رسولؐ کے احکام پر چلیں اور چونکہ وہ لوگ ناجائز
طور پر متمکن سریر اسلام ہوئے تھے لہٰذا اُن کی ارواح سے باضابطہ برتاؤ کریں جو کہ مخربین دین
اور بدعتی لوگوں سے کیا جاتا ہے اگر حضرات اہلسنت نے تجویز حقیر پر عمل کیا تو انشاء اللہ تمام
مُفسد مادہ اُن کی رگ و پے سے نکلکر بدن کو ایسا صاف و شفاف بنا دیگا کہ جیسے زنگ آلود

برتن کو قلعی گر چمک دار بنا دیتا ہے اور اگر اس نسخہ کو نہ پیا اور ... آلودہ لباس بدن سے
نہ اُتارا تو عند السوال ولایت جناب امیر المومنینؑ سوائے خا... کچھ نہ کہہ سکیں گے ہر چند
حضرات سنیہ کو ایسا قوی ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس کے معا... سے انشاء اللہ بدل خوا...
و ناخواستہ اقرار فرمائیں گے کہ مولا بمعنی اولیٰ ہے اور بعد نبیؐ سوائے علیؑ جو اسلامی مسند...
وہ خلیفہ ناجائز تھے مگر دل چاہتا ہے کہ کچھ اور شواہد ایسے پیش کیے جائیں جس سے اُن کے ...
میں ترقی ہو۔ زمانہ میں یہ عام رسم ہے کہ جب کوئی رئیس یا کسی منصب کا گدی نشین اپنے بیٹے
داماد یا کسی اور عزیز کو عہدہ قایم مقامی سے سرفراز فرماتا ہے تو تمام اراکین دولت و اعیان ...
حتیٰ کہ بیگمات اُس موقع پر اظہار بشاشت کرتی ہیں۔ نوبت خانہ میں دف و نقارے بجائے جا...
ہیں قایم مقام کے سر پر پگڑی بندھتی ہے۔ شعرا بامید انعام قصیدہ پیش کرتے ہیں حُساد بدنہا...
آتش بغض و عداوت سے جلکر خاک سیاہ ہوتے ہیں۔ تمام صورتیں وادی غدیر میں ...
شادیانے کی جگہ حضرت بلال نے نعرۂ حی علیٰ خیر العمل سے گنبد دوار کو ہلا دیا اور حسب روایت
دارقطنی کمافی الصواعق و روایت کمافی العاصمی کمافی زین الفتیٰ وغیرہ جناب ابوبکر و عمر نے باتفاق ...
دی اور حسب روایت (۴۶) کس علمائے سنیہ جن کے تام نامی معہ عبارت و حوالہ کتاب جلد ...
غدیر میں صفحہ (۲۳) پر درج ہیں تنہا جناب عمر نے رسم تہنیت کو ادا کیا۔ مولوی ولی اللہ لکھنوی ...
مشکوٰۃ شریف مراۃ المومنین میں لکھتے ہیں (کہ ملاقات کرد علی مرتضیٰؑ را بعد ازیں حکایت عمر ابن خطاب
و گفت گوارندہ باش و شاد باش اے پسر ابو طالب کہ صبح کردی و شام کردی و گشتی مولا
ہر مومن مرد و زن) کچھ شیخین پر ہی موقوف نہیں بلکہ اُس روز تمام کمپ میں غلغلہ مبارکباد کا ...
تھا وہی ولی اللہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے عبارت ماسبق کے آخر میں لکھتے ہیں (بالجملہ چوں ا...
حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت امیرؑ ملاقات میکرد مبارکباد می داد۔ صاحب روضۃ ...
و معارج النبوۃ و حبیب السیر وغیرہ لکھتے ہیں (کہ چوں حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
در غدیر خم حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ در شان امیر المومنین علیہ السلام فرمود
پس فرود آمد و در خیمہ خاص خود بہ نشست و فرمود کہ امیر المومنین علیؑ در خیمہ دیگر بہ نشیند بعد از ا...
طبقات خلایق را فرمود تا بہ خیمہ علیؑ رضی اللہ عنہ رفتند و زبان بہ تہنیت گشادند چوں مردم از ...

فارغ شدند امہات مومنین بفرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد علیؑ رفتند و او را تہنیت دادند - امہات المومنین میں اول درجہ کی ذی عزت بیگم حضرت عایشہ صدیقہ تھیں ضرور ہے کہ یہ بھی ادائے تہنیت میں رطب اللساں ہوئی ہوں افسوس ہے کہ جنگ جمل میں اس کا مطلق خیال نہ رہا سوائے ازیں ہ۸ کس علمائے اہلسنت لکھتے ہیں کہ بروز غدیر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا کہ بدر وحنین میں جو ہماری امداد کو فرشتے آئے تھے اُن کے سروں پر اسی قسم کے عمامہ بندھے ہوئے تھے نام اس عمامہ کا سحابہ تھا دیکھو حدیث غدیر کی جلد دوم کا حصہ ثانی از صفحہ (۲۰۳) الغایت (۳۱۰) اب تمام رسومات مسند نشینی ختم ہو چکیں بقول آٹھ کس علمائے جلیل القدر حسان ابن ثابت شاعر اُسی وقت قصیدہ انشا کر کے کھڑے ہوئے اور حسب تصریح ابن جوزی مندرجہ کتاب تذکرۃ الخواص الائمہ اس طرح پڑھنا شروع کیا -

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم	بخم فاسمع بالرسول منادیاً
وقال فمن مولاکم وولیکم	فقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیاً
الٰہک مولانا وانت ولینا	ومالک منا فی الولایۃ عاصیاً
فقال لہ قم یا علیؑ فاننی	رضیتک من بعدی اماماً وہادیاً
فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ	فکونوا لہ انصار صدق موالیاً
ہناک دعا اللہم وال ولیہ	وکن للذی عادی علیاً معادیاً

حسان ابن ثابت قصیدہ پڑھ چکے انعام کے منتظر ہیں وہی ابن جوزی خاتمہ اشعار پر لکھتے ہیں کہ جسوقت حضرتؐ تمام مضمون سُن چکے تب ان کلمات دعائیہ کا انعام مرحمت فرمایا یا حسان لاتزال مؤیداً بروح القدس ما نصرتنا او نافحت عنا) صاحب فرائد السمطین بھی بمثل ابن جوزی اپنی کتاب میں اشعار مندرجہ ذیل نقل کر کے لکھتا ہے کہ جب آنحضرتؐ جناب امیرؑ کو مولائے مومنین قایم کر کے دعائیں وغیرہ سب دیچکے اُسوقت حسان ابن ثابت نے دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرتؐ اگر ارشاد ہو تو میں آج کی اس کیفیت کو نظم کردوں حضرتؐ نے فرمایا کہو خدا انہیں برکت دے ان تمام واقعات پر نظر کر کے صاحبان بصیرت سوچیں کہ آنحضرتؐ نے بار ہا مواطن متعدد و مقامات متکثر میں اپنے اہلبیتؑ

و بالخصوص جناب امیرؑ کی فضائل بیش از بیش ارشاد فرمائے ہیں آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں اگر
اہتمام و انتظام کسی تقریب میں نہیں ہوا عقل باور نہیں کرتی کہ محض علیؑ کو محب و ناصر مومنین
بیان کرنے پر یہ تزک و شان دکھلایا گیا ہو حسان ابن ثابت کے اُس شعر پر بھی نظر ڈالنی
چاہیئے جس میں امامت و ہدایت کو بعد نبیؐ مختص بذات مرتضویؑ بیان کیا ہے وہ شعر یہ ہے:

فقال له قم یا علی فاننی رضیتک من بعدی اماماً وھادیاً

تیرہ اکس علماء باتفاق لکھتے ہیں کہ حسان نے بحضور جمیع صحابہ بعد آنحضرتؐ حضرت امیرؑ کو
ہادی و امام بیان کیا اور اس بیان کرنے پر امداد روح القدس کا انعام پایا اگر مولا کے معنی
محب و ناصر کے ہوتے تو حسان کا امام و ہادی کہنا اور اُس پر دعا کا انعام لینا کوئی معنی پیدا نہیں
کرسکتا وہ روز سعید ۲۷ رجب المرجب عزت و وقعت خیر و برکت میں کم نہ تھا کیونکہ تاریخ
موصوف کو جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث برسالت ہوئے ہیں اس روز
اہل اسلام شکریہ کے روزے رکھتے ہیں۔ عید کرکے باہم بغلگیر ہوتے ہیں علیٰ ہذا ۱۸ ذی الحجہ
کو ولایت حضرت امیرؑ سے تکمیل دین ہوئی خدا نے اپنی تمام نعمتوں کو شامل حال اسلام
فرمایا۔ آنحضرتؐ نے محنت شاقہ سے جو اجرائے اسلام میں کوشش فرمائی تھی اُس کے
جلدو میں سارٹیفکٹ رضامندی حاصل کیا۔ چونکہ اُس ابتدائے مبارک یعنی بعثت ختمی مرتبت
کی یہ انتہا ہے لہٰذا ادب شناس نبوت آج بھی عید کرکے روزے رکھتے ہیں نمازیں
پڑھتے ہیں برادران ایمانی کو بہ نظر خوشنودی خدا اور رسولؐ و ولیؑ و بتولؑ مدعو کرتے ہیں۔ غرباء
محتاجین سے مسلوک ہوتے ہیں حضرات اہلسنت روز غدیر کی حقیقت سے بھی واقف نہیں
چنانچہ شیخ نجف علی صاحب تحصیلدار شیرکوٹ ضلع بجنور نے موضع سیکری ضلع مظفرنگر نے حقیر سے
دریافت کیا کہ روز غدیر میں کیا خصوصیت ہے جو حضرت شیعہ اُس دن کو از جملہ اعیاد قرار دیکر
ابواب فرحت و سرور کشادہ کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور بوجہ
محمدی ہونے کے بحکم مذہب مجبور ہیں اگر ہم اُس روز بزرگ کو بہ نظر حقارت دیکھیں تو لازم
آجائے گا کہ ہم کو اسلام سے پوری محبت و دلچسپی نہیں (تحصیلدار صاحب) ہم لوگ جو غدیر
کی عید نہیں کرتے لہٰذا آپکے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ (حقیر) آپ صرف گوشت خور مسلمان

ہیں اگر پکے دیندار ہوتے تو ضرور عید مناتے۔

(تحصیلدار صاحب) آخر کہئے تو سہی ایسا کیا نادر روزگار معاملہ روز غدیر پیش ہوا جو اُس کا عید سمجھنے والا پکا مسلمان کہا جائے۔

(حقیر) معاملہ بعد میں بیان کرونگا پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیدیں اور وہ یہ ہے کہ تحصیل شیرکوٹ میں فرض کر لیجئے کہ کسی اتفاق سے لاٹ صاحب بہادر تشریف لاکر آپکی تحصیل کا معائنہ کریں اور بعد ملاحظہ دفتر وغیرہ اعمالنامہ کی کتاب میں اپنے قلم سے لکھدیں کہ اِس تحصیلدار نے اپنے فرائض منصب کو اس خوش اسلوبی سے پورا کیا کہ جس سے حضور اینجانب نہایت محظوظ ہوئے لہٰذا دوام کے لئے اِس کے کام سے رضامندی ظاہر کرتے ہیں سچ فرمائیے کہ اُس روز آپ کی ذات آپ کی اولاد آپکی ازواج آپکے عملہ آپکے احباب کو کیسی مسرت ہوگی۔

(تحصیلدار) بے شبہ وہ انتہائے شادی و بہجت کا موقعہ ہے اُس روز ہم خیرات کریں دوستونکو کھانے کھلائیں ہمارے اقربا اکثر اس واقعہ کو فخریہ طور پر الفاظ گوناگوں سے بیان کریں۔ تمام اہلکاران تحصیل اور احباب فرط مسرت سے جامہ میں نہ سمائیں۔

(حقیر) اگر آپ کے اقربا سے کوئی شخص اسدن کو کبھی بھولے سے بھی یاد نہ کرے یا یہ کہ یاد کرنے والوں کو بُرا سمجھے اور اس روز کے خوش ہونیوالوں کو ہلکی نگاہ سے دیکھے وہ آپکے نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے۔

(تحصیلدار صاحب) لاحول ولاقوۃ جسدن مجھکو عمر بھر کی محنت کا صلہ امید سے زیادہ ملا اگر میری بی بی میرے بیٹے میرے دوست میرے نوکر اُس دن کی قدر نہ کریں تو میں سمجھ لونگا کہ وہ میرے سچے ہمدرد اور خیر طلب نہیں ہیں۔

(حقیر) بس اسوقت آپ اپنے نفس کو حاکم قرار دیکر فیصلہ کریں کہ جسدن نبیؐ کی محنت منظور باری ہو کر دین کی تکمیل ہوئی اور خدا نے صاف لفظوں میں حکم بھیجدیا کہ اے محمدؐ ہم تمہاری کوشش سے جو تم اِس دین میں کی گئی رضامند ہوگئے اور اپنی جملہ نعمات متناہیہ تمکو دیدیں اُسدن کا خوش ہونیوالا نبی کی امت میں وفادار شمار کیا جائے گا یا وہ شخص جو کہ کبھی بھولے سے اُس واقعہ کو یاد نہیں کرتا بلکہ اُس دن کے خوش ہونیوالے کو بُرا سمجھتا ہے جیسا کہ آپکے نزدیک

لاٹ صاحب کی خوشنودی مزاج سے ناخوش ہونیوالا بُرا ہے ایسا ہی نبیؐ کے نزدیک وہ بدترین اُمّت ہے جس نے واقعہ غدیر کو بھلا دیا چونکہ اس کبرسنی تک آپ نے کسی عالم سے اِن واقعات کو نہیں سُنا لہٰذا فرمائیے کہ آپ یا آپ کے عالم یا تمام اہل مذہب کیونکر یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔

یہ تمام تقریر سُنکر تحصیلدار صاحب کا رنگ زرد ہوگیا اور کچھ جواب نہ دے سکے جبکہ حقیر نے اُن کو مشوش دیکھا تو عرض کیا کہ آپ محجوب نہوں یہ تمام قصور آپ کے علمار کی گردن پر ہے کہ اصل واقعات سے اطلاع نہیں دیتے کبھی بر سبیل وعظ تم لوگوں کو نہیں سُناتے کہ روز غدیر کس مرتبہ کا دن ہے سیّد علی ہمدانی نے مودۃ القربیٰ میں اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ کو جس میں نبیؐ نے علیؑ کو اپنا قایمقام بنایا روزہ رکھنا بارہ برس کے روزہ کی برابر ثواب رکھتا ہے۔ عبارت مودۃ القربیٰ دکھائی جاتی ہے۔

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال من صام یوم الثامن عشر عن ذی الحجۃ کان اللہ کصیام ستین شھرا ھو الیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بید علی فی غدیر خم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ عن الباقر عن ابائہ علیھم السلام من ذالک بل یروی عن کثیر من الصحابۃ فی اماکن مختلفہ ھذا الخبر خیر یہ تو ایک درمیانی قصہ بطور جملہ معترضہ نحیف نے بیان کیا اہل ایمان کو توجہ فرمانا چاہیے کہ جس ولائیت کی یہ توقیر ہو کہ روز وقوع کے روزہ کا بارہ برس کے روزہ کی برابر ثواب ہو اُسکو مجمول یہ نفرت و محبت کرنا بعید العقل ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ اہل سنت سے جسطرح ممکن ہوتا ہے ایسے معاملات کو چھپاتے ہیں جس کا تعلق خاندان نبوت کی عزت و محامد سے ہوتا ہے کوشش تام کرتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ شیعہ جو غدیر کو خوش ہوکر روزہ رکھتے ہیں یہ بدعت ہے سنّی صاحب اُنھیں کی کتاب دیکھکر یہ قیاس کرلیتے ہیں کہ غدیر کے دن خوش ہونا اور روزہ رکھنا بدعت ہے اہل سنت کو آگاہ ہونا چاہیے کہ واقعۂ غدیر کے انکار سے اکثر لوگ مبتلائے بلیات شدید ہوئے ہیں اُن کو لازم ہے کہ اس سے انکار نہ کریں ورنہ ممکن ہے

کہ بروز قیامت کسی بلائے عظیم میں مبتلا ہو جائیں دو چار ایسے آدمیوں کے حالات حوالۂ قلم کرتا ہوں
کہ جن کو عید غدیر کے انکار نے گرفتار پنجۂ مصیبت کیا ہے۔ ازاں جملہ ایک شخص نعمان بن فہری
ہے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ غدیر میں اعلان مولائیت حضرت امیرؑ کرکے مدینہ کو واپس
ہوئے اور صحابہ اپنے اپنے اوطان اور امکان کو پھرے اور یہ خبر عام طور پر شائع ہوئی کہ محمدؐ
نے اپنے داماد و ابن عم کو اسلامی دنیا کا بادشاہ بنایا جن کے مزاج میں مادۂ حسد زیادہ جوش زن
تھا اُن کو سخت بے چینی ہوئی اور آتش عناد سے جل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے ازانجملہ حارث
بن نعمان فہری اس خبر کو سننے سے مثل مار دم بریدہ پیچ کھاتا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا
اور بعد طیش و غضب اونٹ سے اُتر کر بے ادبانہ چیں بجبیں ہو کر کہنے لگا کہ اے محمدؐ آپ نے
نماز روزہ و حج و زکوٰۃ و جہاد وغیرہ کا ہم کو حکم دیا سب منظور کیا ہماری اتنی بات پر آپ کو صبر
نہ آیا اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ اپنے بھائی کو ہم پر سردار کیا سچ فرمائیے کہ یہ کارروائی آپ نے
بحکم آسمانی کی یا کہ اپنی طبیعت و مقتضائے محبت سے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے ابن نعمان واللہ
میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خدا نے مجھکو حکم دیا ہے کہ زمام امت علیؑ کے ہاتھ میں دیدو یہ سنکر
وہ مردود آگ ہو گیا آسمان کی سمت ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگا کہ بارِ خدا اگر یہ سچ ہے تو ابھی آسمان سے
ایک پتھر گرا۔ بقدرت خدا ایک پتھر اُس ملعون کے سر پر گرا اور تہیگاہ سے نکل گیا اُسی وقت
آیۂ کریمہ (سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع) نازل ہوئی اٹھارہ علمائے نامی
نے اس واقعہ کو اپنی تالیفات و تصنیفات میں درج کرکے قلوب منکرین کو بمثل مقعد حارث
بن نعمان فہری پارہ پارہ کیا ہے۔ جلد دوم حدیث غدیر کے حصہ ثانی صفحہ (۱) لغایت (۱۲۴)
پر جملہ علمائے سنیہ کے بیانات درج ہیں جس کو شوق ہو کتاب موصوف میں جس کی ہزارہا طبع شدہ
جلدیں موجود ہیں دیکھ لیوے اگر لفظ مولا سے حسب خیال اہل سنت آنحضرتؐ کا اتنا ہی منشاء
ہوتا کہ علی محب و ناصر و مددگار رہیں تو یہ موقع حارث مذکور کے رنجیدہ خاطر ہونے کا نہ تھا
کیونکہ اگر کسی دشمن کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں دشمن میرا دوست و مددگار ہے تو اُسکو سوائے
خوش ہونے کے کوئی موقع آزردہ ہونیکا نہیں ملتا نہ معلوم اِس منحوس نے کیوں عذاب واقع کی
خواستگاری کی جس وقت کہ وہ مردود مذکور غصہ سے ہونٹ چبا رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرما دیتے کہ کمبخت گرگٹ کی طرح کیوں رنگ بدل رہا ہے بیٹے تو علیؑ کو تمہارا ناصر و مدد گار
کیا ہے اس میں تیرا کیا ہرج ہے ۔ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو اس کے غصہ کرنے کی کوئی وجہ بھی
حق یہ ہے کہ جب اطراف عالم میں یہ خبر شائع ہوئی اور حاضرین جلسۂ غدیر نے ایک نئے حاکم اسلام
کی خبر لوگوں کو سنائی اُسوقت حارث کو ملال ہوا اور اُس رنج نے کشاں کشاں جہنم کی اُس کو
سیر کرائی جو حضرات کہ مولا کے معنی لوٹ پوٹ رہے ہیں وہ بے شبہ حارث کے ہم نشین
ہوں گے یہ واقعہ تو آنحضرتؐ کی زندگی کا تھا بعد وفات سرور کونینؐ جن لوگوں نے دیدہ و
دانستہ معاملۂ غدیر کو ناشدنی قرار دیکر چھپایا اُنکو بھی سخت مصیبت کا سامنا ہوا ہے (۱۴۴) کس
علمائے اہل سنت نقل کرتے ہیں کہ جس وقت در باب خلافت حضرت امیرؑ سے جھگڑا پیش آیا
تو آپ نے بہ ثبوت خلافت خود چند صحابہ سے جو کہ میدان غدیر میں حاضر تھے استشہاد فرمایا
اکثر صحابہ نے گواہی دی کہ بے شبہ ہم نے اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ آنحضرتؐ نے
جنابؑ کو مولائے مومنین فرمایا ہے اور آپ کے مخذول کرنے والوں کو دعائے بد دی
لیکن بعض مرغ و پلاؤ چکھنے والوں نے اغراض دنیوی پیش نظر رکھکر فرمایا کہ ہم بہ وفور مادۂ نسیان
بھول گئے کچھ یاد نہیں رہا حضرت امیرؑ نے غصہ ہو کر اُن فراموشکاروں کے حق میں دعائے بد کی کہ
اگر دیدہ و دانستہ اظہار حق میں بخیال اکتساب دنیا یہ لوگ مضایقہ کرتے ہیں تو امراض صعب
ولاعلاج میں مبتلا ہوں چونکہ اُس جماعت خود غرض و دنیا پرست نے سمجھ بوجھکر حق پوشی کی تھی
لہٰذا کوئی مبروص ہوا اور کوئی مجذوم ہوا۔ دیکھو حدیث غدیر کی جلد دوم کا آخر از صفحہ (۱۲۵) لغایت
(۱۵۵) ایک چھوٹی سی کتاب کی عبارت بھی عرض کرتا ہوں۔ ملا جامی شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں۔
روزے علی مرتضیٰؑ بر حاضران مجلس سوگند داد کہ ہر کہ از رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ است
کہ گفتہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ گواہی دہد دوازدہ تن از انصار حاضر بودند گواہی دادند یکے
دیگر کہ آں را از رسولؐ شنیدہ بود و حاضر بود اما گواہی نداد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے
فلاں تو چرا گواہی نہ دادی حالانکہ تو ہم شنیدۂ گفت من پیر شدہ ام و فراموش کردہ ام امیرؑ گفت
کہ خداوندا اگر ایں شخص دروغ می گوید سفیدی بر بشرۂ وے ظاہر گرداں کہ عمامۂ آنرا نپوشد راوی
گوید کہ واللہ من آں شخص را دیدم کہ سفیدی برمیان دو چشم وے پیدا آمدہ بود و از انجملہ آنست کہ زید بن ارقم

رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ من در ہماں مجلس بامثل آں حاضر بودم و من نیز از اں جملہ بودم کہ شنیدہ بودم اما گواہی ندادم و آنرا پنہاں داشتم خدائے تعالیٰ روشنائی چشم مرا ببرد گویند کہ ہمیشہ بر فوت آں شہادت اظہار ندامت می کرد و از خدائے تعالیٰ آمرزش میخواست انبساط اطمینان ناظرین کتاب انساب الاشراف سے ایک عربی عبارت نقل کی جاتی ہے علی علی المنبر انشد اللہ رجل سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الا قام فشھد وانحت المنبر انس بن مالک والبراء بن عازب وجریر بن عبد اللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فقال اللھم من کتم ھذہ الشھادۃ وھو یعرفھا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجعل بہ اٰیۃ یعرف بھا قال فبرص انس وعمی البراء ورجع جریرا لعد ھجرتہ فاتی الشراۃ فمات فی بیت اللہ (مطلب عبارت ہذا کا وہی ہے جو کہ شواہد النبوۃ سے اوپر عرض کیا گیا - خدائے کریم کلام مجید میں فرماتا ہے (لا تکتموا الشہادۃ) یعنی حق کو نہ پوشیدہ کرو چونکہ صحابۂ رسولؐ نے دیدہ و دانستہ امر صحیح کو چھپایا لہذا کوئی گنجا ہوا۔ کوئی اندھا۔ کوئی کانا واہ کیا اصحاب باحیا اور صاحب ایمان تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت علیؑ نے حدیث غدیر سے کیوں استشہاد بہ خلافت کیا درحالیکہ اُس کے معنی حسب مزعوم اہل سنت محب و ناصر کے تھے اگر حضرت امیرؑ محبت و نصرت مومنین سے دستکش ہوکر راہ عداوت اختیار کرتے تو اصحاب رسولؐ حاضران وادی غدیر کو شہادت گاہ میں لاکر گواہی دلاتے اور کہتے کہ دیکھو بھائیو کل تم سب کی موجودگی میں اُنھوں نے نصرت و اعانت مومنین کا بیڑا اٹھایا تھا آج اُس سے پھر گئے اور بجائے نصرت عداوت کرنے لگے۔

چونکہ حضرت امیرؑ نے حدیث غدیر پر استدلال کرکے اپنا حق بخلافت ہونا ظاہر کیا اور صحابہ سے گواہی دلائی نظر برآں سمجھا گیا کہ وہ حدیث موصوف کو بمنزلہ اولیٰ بہ تصرف جانتے تھے شاہ صاحب تحفہ میں بمقام بحث متعہ لکھتے ہیں ہر کہ غزوۂ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوئے غلطی در استدلال حضرت مرتضویؑ میکند و ایں دعویٰ شاہد جہل و حمق است (پس جو اہل سنت کہ با ابطال استدلال جناب امیر علیہ السلام بلکہ اکثر صحابہ حدیث موصوف بالا کو محمول بہ نصرت و محبت کرکے اولیٰ بتصرف ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ بقول شاہ صاحب جاہل و احمق و

سفیہ ہیں اور چونکہ شاہ صاحب ممدوح بھی اُسی زُمرہ میں داخل ہیں لہٰذا بحکم اقرار العقلا علیٰ انفسہم مقبول ، خود بھی جاہل واحمق وصرید برآں مجرم حلف دروغی ہو گئے ۔
دیکھئے بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ صدر حدیث غدیر کو باتباع متعصبین محب وناصر یقین کرکے کون کون حضرات جہل وسفاہت میں اول درجہ کی سند حاصل کرتے ہیں ان سب سے بالاتر ایک اور بات ایسی قوی عرض کرتا ہوں کہ جس کو معاینہ کرکے حضرات اہل سنت بالیقین سمجھ لیویں کہ مولا کے معنی اولیٰ بتصرف یعنی حاکم امت کے ہیں وہ یہ ہے کہ بوقت نزاع خلافت جبکہ حضرت امیرؑ نے صحابہ سے بدلیل حدیث غدیر اپنی خلافت پر گواہی دلائی اکثر نے ادائے شہادت کی اور بعض نے مثل انس وزید بن ارقم وغیرہ کے سچی بات کے بیان کرنے سے مضایقہ کیا جو لوگ گواہی دے گئے وہ شاداں وفرحاں اپنے اپنے گھر گئے اور جنھوں نے بعذر نسیان وپیرانہ سالی دیدہ ودانستہ امر حق کو چھپایا وہ گنجے کانے ہوئے مرد عاقل کو اس جگہہ فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ جلیل القدر صحابہ کیوں مارے پڑے بہرحال ان سے کوئی ایسا ہی شدید قصور ہوا تھا جس کی پاداش میں چہرہ کا نور آنکھوں کی بصارت ۔ بدن کی صحت کو لے لیا گیا سوائے خدا کے یہ قدرت کسی کو نہیں ہے کہ مبروص ، مجذوم ومشلول ونابینا کردے اس قدرتی سزا نے بالکل یقین دلایا کہ مولا بمعنی اولیٰ ہے اگر نہ مانا گیا تو اعتقاد کرنا پڑے گا کہ خدا نے معاذ اللہ نافہمی سے صحابۂ رسولؐ کو سزا جسمانی دیکر انگشت نما کیا حضرات سنیہ بڑے بہانہ جو اور سخت ناانصاف ہیں عداوت مرتضوی سے طرح طرح کی شقیں نکالکر لوگوں کو راہ صواب سے دور کرتے ہیں جب ہر عنوان سے درباب مولا بند ہوجاتے ہیں تو یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگر مولا بمعنی اولیٰ ہے تو حضرت امیرؑ کو لازم تھا کہ خلفائے ثلاثہ کے سامنے اسکو پیش کرتے درحالیکہ اُن کے روبرو کبھی اس کا ذکر تک نہیں کیا بنابرآں سمجھا گیا کہ وہ حدیث غدیر کو درباب خلافت ناکافی سمجھتے تھے ۔ مولوی ابوالقاسم الہ آبادی نے جو ایک چوورقہ شایع کرکے تمام علمائے شیعہ سے سوال کیا ہے اُس میں اسی احتمال کو تقویت دی ہے کہ بوجہ عدم احتجاج مرتضوی ہرگز یہ یقین نہیں ہوسکتا کہ حدیث غدیر مثبت خلافت ہے افسوس ہے کہ کٹھ ملّا اور بعض ناتراشیدہ اپنے متقدمین کی کتابیں نہیں دیکھتے ناواجب عقیدہ کے موافق جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں

جاہل بیچارے علماء کی تحریروں کو وحی آسمانی سمجھکر وہی غلط بات ذہن نشین کرکے ہمراہ ہوجاتے ہیں۔ کاش اگر سنی صاحبان مضامین مندرجہ صدر پر تھوڑا بھی غور فرمائیں تو ممکن نہیں کہ ایسی بات منہ سے نکالیں کیا حضرت امیرؑ کا حدیث غدیر کو روبروئے ثلاثہ نہ پیش کرنا اُن سب باتوں کا مبطل ہوجائے گا جنکو بصراحت اوپر بیان کیا ہے میں انشاء اللہ اکابر فرقہ سنیہ کے بیان سے ثابت کردوں گا کہ حضرت امیرؑ نے روبروئے ابوبکر وعمر و دیگر صحابہ بروے حدیث غدیر اپنا محق بخلافت ہونا ثابت کیا ہی مگر اُس سے پہلے اہل شعور کی خدمت میں یہ التماس کیا جاتا ہے کہ ایک شخص بمقابلہ حریف چند ہتھیاروں سے برسر جنگ ہوسکتا ہے ازانجملہ اُس نے ایک حربہ سے اپنے دشمن کا کام تمام کیا تو کیا باقی آلات کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ناکارۂ محض تھے۔ نہیں! ہرگز نہیں! یہی حال جناب امیر علیہ السلام کا ہے۔ آپکے پاس اپنی حقیت کا اتنا بھاری ثبوت تھا کہ بمقابلۂ اغیار چند آیات و روایات سے فوق لیجا سکتے تھے مگر جیسا موقع ہوتا ہے ویسا ہی کلام کیا جاتا ہے دیکھنا چاہیے کہ اول اول مسلمانوں میں کس بنیاد پر جھگڑا اُٹھا وہ یہ تھا کہ مہاجر و انصار نبیؐ کو تختۂ میت پر بے غسل چھوڑ کر باہمدگر سقیفہ میں سر تکرار ہوئے ہر دو گروہ مدعی خلافت ہوکر چاہتے تھے کہ خلافت ہمارے پاس رہے آخر کار بہ دلیل (الائمۃ من قریش) بمقابلۂ انصار حضرت صدیق نے ڈگری پائی جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں نے اطلاع دی کہ خلافت تکہ بوٹی ہورہی ہے اگر اسوقت آپ وہاں پہنچ جائیں تو سب کی آتش طمع پر چھینٹا پڑ جائے گا کوئی دم نہ مار سکے گا آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھ سے یہ کب ہوسکتا ہے کہ بادشاہ کون و مکاں کو بلا دفن کئے خلافت کی تگ و دو میں سرگرداں رہوں۔ غرضکہ میدان خالی پاکر جناب ابوبکر امیر اُمت بن گئے گروہ گروہ بیعت کرکے دائرۂ اطاعت میں داخل ہوئے بعد استقرار خلافت جہت حصول بیعت حضرت امیرؑ کو طلب فرمایا آپ نے موقع طلب پر تشریف لیجاکر دریافت کیا کہ میں کیوں بلایا گیا ہوں خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ این جانب نیابت نبوی کے لئے انتخاب ہوئے ہیں اور تو سب لوگ بیعت کرچکے صرف نبیؐ صاحب کا خاندان خارج از احاطۂ اطاعت ہے اگر آپ بھی مجھکو حاکم دین تسلیم کرلیں تو پھر کچھ کھٹکا ہی نہ رہے پیر پھیلا کر تخت خلافت پر آرام کروں حضرت علیؑ

نے پوچھا آخر یہ تو فرمائیے کہ آپ نے بمقابلۂ انصار کس حجت سے بازی لی ابو بکر جوابدہ ہوئے
کہ ہم مکی ہیں اور وہ مدنی بوجہ قرشیت چند پشت اوپر آنحضرتؐ سے ہمارا سلسلۂ نسب ملتا ہے حضرتؐ
کے قرابت دار و اہل وطن سمجھکر انصار خلال پا گئے حضرت امیرؑ نے فرمایا جس حجت پر آپنے انصار
کو خاموش کیا وہی میں خلافت مآب کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اگر بقول جناب انحصار
حصول منصب امامت اقربیت پر ہے تو ہم بمقابلۂ جناب آنحضرتؐ سے قرابت قریبہ رکھتے
ہیں قریش میں آپ بنی عدی ہیں اور میں بنی ہاشم آپ نبیؐ کے خسر میں داماد۔ حضرت میرے
چچا زاد بھائی تھے اور آپ کے کچھ بھی نہیں بہر عنوان ترجیح مجکو ہے گدی کو چھوڑکر ادہر ہاتھ لائیے
یہ تقریر سنکر خلیفہ چکر میں آئے ان میں سے ایک کا جواب اُن کے پاس نہ تھا صاحب دفعۃ الاحباب
نے اس موقع پر ایک طولانی مضمون لکھا ہے اس جگہہ ایک فقرہ لکھتا ہوں (ابو بکر صدیق چوں دید
کہ کلمات علیؑ جملہ محکم و استوار و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است راہ رفق و مدارا پیش گرفت)
افسوس ہے کہ سوائے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کے خلیفہ جی کو کچھ نہ سوجھا سنیونکو لازم ہے
خلیفۂ اول کی بنیاد خلافت کو دیکھیں کہ کتنی سطح زمین سے اونچی تھی حضرت امیرؑ کے ایک دھکا
بھی نہ سنبھال سکے بالجملہ حضرت امیرؑ نے یہ تقریر محض اس غرض سے کی تھی کہ خلیفہ صاحب نے
اپنا تمام مایۂ ناز اُسیکو سمجھا تھا اور بجائے خدا اُسی کو قبالۂ خلافت قیاس کئے ہوئے تھے
کاش وہ کسی آیت یا حدیث کو اپنی خلافت پر سند لاتے تو ویسا ہی جواب پاتے جس بنا پر
خلیفہ صاحب غرہ کناں مسند خلافت کا گوشہ دبائے ہوئے تھے اُسیکو بحق خود حضرت علیؑ نے
ایسا فائق ثابت کر دیا کہ خلیفہ صاحب کو بجز تسلیم و سکوت کوئی چارہ نہوا یہ عین حسن کلام ہے کہ جو
دلیل کو مد مقابل مضبوط جانکر محل استدلال میں لائے اُسی کو توڑ دیا جائے مثلاً ایک شخص
فن نیزہ بازی میں دعوی تفرد رکھتا ہو تو اُس کو بندوق یا تلوار سے ہلاک کرنا اُسکے دعوے
فردیت کو باطل نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اُسکو نیزہ سے مارا جائے تو عام لوگ سمجھ جائیں گے کہ
وہ اپنے دعوئ یکتائی میں جھوٹا تھا۔ علی ہذا اگر حضرت امیرؑ خلیفہ صاحب کی اُس حجت کے
مقابلہ میں جسکو سنکر انصار بند ہو گئے تھے حدیث غدیر یا کسی اور منقبت کو پیش کرتے تو خلیفہ جی
کی بات کا جواب نہوتا اور وہ اپنی دلیل میں کامل شمار کئے جاتے لہذا وہ اُسی حجت سے مجبور

کیئے گئے کہ جیسا انکو تمام تر بھروسہ تھا مگر بعنایت الٰہی ہمارا کیسہ خالی نہیں نہ رہا گل امید سے دامن بھرا ہوا ہی اگر حضرات
اہلسنت اسکو قابل وثوق جانتے ہیں کہ روبروے خلیفہ حدیث غدیر کا پیش ہو جانا اولی بتصرف کا تصدیق کرنیوالا
ہوتا تو اُسکے لیئے بھی حاضر ہیں منکرین مولائیت کو تا بدروازہ ہاتھ پکڑ کر پہنچا دینگے صاحبان ہوش توجہ فرماکر مضمونکو دیکھیں
جناب امیرؑ کا ایک دیوان ہی جسکی شرح میبذی عالم سنی المذہب نے کی ہی اور اُس دیوان موصوف میں چند اشعار ایسے ہیں کہ جنکے معانی
ومطالب بلا دخل تاویل اسپر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے خلافت کے تلف ہونے پر سخت افسوس ظاہر کرکے برد حدیث
غدیر وحدیث منزلت ہارون وغیرہا اپنا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت فرمایا ہی اشعار عربی جو کہ حضرت کی زبان در فشاں سے نکلے ہیں
چھوڑکر فارسی کا وہ ترجمہ درج کرتا ہوں جو کہ حسین میبذی شارح کے قلم سے نکلا ہی (حقیقت دانند مردم کہ بخشش من ز اسلام افزوں
می آید از ہر بخشے واحمد پیغمبر برادر من و پدر زن من ست آبرو خدا درود فرستادہ و پسر برادر من ست و بدرستی کہ من کشیدہ ام مردم را ہمہ بسوے
اسلام از عرب وعجم - و کشندہ ہر جہتر و سردارم و سرکش از کافران بزرگ ع

از خلق جہاں پایہ من بیشتر است ÷ در علم و عمل پایہ من بیشتر است ÷ جاہل کہ زبخت من بگیر خورش ÷ در دیدہ او خنجر من بیشتر است
در قرآن لازم گردانید دوستی من و واجب کرد فرمانبرداری مرا خبر داد بداں در غدیر خم پس کیست زشما کہ
برابر باشد مرا بخشش من و اسلام من و پیشی من و خویشی من (الحسین میبذی) ع

اے مہر تو بر تمام عالم شدہ فرض ÷ در ذمۂ ہمت احسان تو فرض ÷ بے مہر تو حق نمیکند ہیچ قبول ÷ روزیکہ رسد نامۂ اعمال بعرض
(آگے پھر عبارت شرح ہی) پس واے - پس واے - پس واے مر انکس را کہ ملاقات کند خدا را با ستم کردن
بامن و واے پس واے مر انکار کنندہ فرمانبرداری مرا و خواہندہ کم کردن حق مرا و واے مر انکس را کہ بدبخت شود از بیخودی
خواہد دشمنی مرا بیگناہ (الحسین میبذی) ع ہر کس کہ نگشت واقف از حال نبی ÷ یکرنگ نشد ز جہل با آل نبی
گر فضل علیؑ خود نتوانی دانست ÷ باید کہ کنی فہم ز اقوال نبی - ان اشعار در بار کا مضمون دیکھکر غالباً ہر صاحب دیانت
کو یقین ہو جائیگا کہ جناب امیرؑ اپنی خلافت کے لیئے حدیث غدیر کو نص قطعی جانتے تھے اور اُن لوگوں پر افسوس کرتے تھے
جنہوں نے انکے حقوق کو تلف کیا تھا شارح موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام علی بن احمد واحدی نے بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہی
کہ جناب مرتضیٰؑ نے یہ اشعار آبدار جنکا ہمنے ترجمہ کیا ہی بحضور امیر المومنین ابوبکر و عثمان و طلحہ و زبیر و فضل بن عباس و عمار و عبدالرحمن
و ابوذر و مقداد و سلمان و عبداللہ ابن مسعود پڑھے تھے پس حضرات اہلسنت کا وہ سب طمطراق کہ حدیث غدیر خلفاء کے سامنے
بہ ثبوت خلافت خود کبھی حضرت امیرؑ کے لبوں تک نہیں آئی برباد و فنا ہو گیا بعد قتل جناب عمر جبکہ تجویز خلیفہ کیلئے مجلس شوریٰ قایم ہو کر
انتخاب شروع ہوا تو حضرت امیرؑ اسی جرم کہ اُنھوں نے اتباع سیرت شیخین سے انکار کیا تھا بہ تجویز عبدالرحمن ابن عوف

میں مجلس فرد انتخاب سے نظری کئے گئے اسوقت بھی آپنے حدیث غدیر و دیگر وجوہ سے اپنا استحقاق برحق خلافت میں ظاہر کرکے فرمایا تھا
کہ مجھپر یہ خلافت میں ظلم ہوتا رہا اور ہمیشہ میرا حق پامال کیا گیا اگر خوف برہمی اسلام نہوتا تو شیرازہ خلافت کو توڑ دیتا دیکھو حدیث طبری
میں کتاب حجازی کی وہ عبارت جسمیں مضمون بالا درج ہی غرضکہ حضرت امیر نے ہر موقعہ پر حدیث غدیر کو ثبوت خلافت میں پیش کیا۔ مگر
جنکے ہاتھ میں عنان حکومت تھی وہ حدیث رسول پر کب کان دھرنیوالے تھے حضرات اہلسنت کی عادت ہی کہ جس کسیکو حق گو اور مداح
خاندان نبوت پاتے ہیں اُسکو رافضی سمجھکر افراد معتبرین سے خارج کر دیتے ہیں عجب نہیں کہ بجرم راست بیانی حسین میبذی شارح دیوان جناب امیر کی
بہ نسبت بھی ایسا ہی قیاس دوڑائیں لہٰذا انکے ساکت کرنیکے واسطے عالم موصوف کا اقتدار دکھلایا جاتا ہی محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار
میں اسطرح لکھا ہی (وفی کتاب الفواتح شرح دیوان علی لمولانا حسین بن معین الدین المیبذی جد امامنا شافعی محمد بن ادریس بن عباس بن
شافع بن ثابت بن عبید بن عبد بن ہاشم بن عبد المطلب ثابت در روز بدر مسلمان شد) اور کتاب کفوی کی یہ عبارت ہی - ورایت فی التواریخ
السادسۃ فی فواتح شرح الدیوان المنسوب الی علی ابن ابیطالب للمولانا معین الدین المیبذی نقلا عن عروۃ الشیخ علاء الدولۃ قال قطب
ماعباد الدین عبد الرحمن پارسیتی و پارسیتی دہ است از نزدیک بہر) اور کاتب چلپی نے کشف الظنون میں بذیل ذکر شروح کافیہ
اسطرح لکھا ہے (وقد شرح الکافیۃ لمولانا حسین المیبذی سماہ مرضی الرضی اولہ کلمۃ اللہ ہی العلیا فی جمیع الابواب) اُسی کتاب میں بمقام دیگر
مسطور ہی (دیوان علی ابن ابیطالب رض وقد شرحہ حسین بن معین الدین المیبذی الترمذی المتوفی سنہ سبعین و ثمان مائۃ (۸۷۰) بالفارسیۃ
خلاصہ ان تمام عبارات کا یہ ہوا کہ حسین میبذی نے حضرت امیر کے دیوان کی شرح لکھی ہی اور وہ بڑے فاضل تھے یہاں تک موقع سمجھکر حبیب السیر سے ایک
عبارت نقل کیجاتی ہی جس سے کہ شارح موصوف کا مبلغ علم معلوم ہوجائیگا (قاضی کمال الدین حسین یزدی در سلک افاضل علمای عراق اہل عظم دانشمندان
آفاق انتظام داشت در مملکت یزد بامر قضا منصوب بودہ علم امانت می افراشت از جملہ مولفاتش شرح دیوان معجز نشان حضرت مقدسہ
امیر المومنین تصنیفی است دانش اثر و مطبوع طبائع سلیمہ و منشور فضیلت پرور ہمچنین آنجناب کافیہ و ہدایہ حکمت و طوالع و شمسیہ حواشی
دقیقہ در عقد انشا انتظام دادہ و در آں مؤلفات کمال دانش و جودت طبع خود را بر منصۂ عرض نہادہ) خیال فرمانیکی جگہ ہی کہ ایسے
ایسے علمائے ذی شان شارح موصوف کو بہ لفظ مولانا و صفات صدق و امانت و دانش و جودت طبع وغیرہ یاد کرکے نہایت مدح
کرتے ہیں وہی ممدوح تصدیق فرماتے ہیں کہ حضرت امیر نے جناب ابوبکر و امثالہم کے مقابلہ میں حدیث غدیر سے اپنی خلافت ثابت کرکے اُنکے
تلف ہونے پر سخت افسوس ظاہر کیا ہی اسپر بھی اگر حضرات اہلسنت نہ مانیں اور رد مبہم فرما تعصب و اعتساف سے منکر مولویت حضرت امیر بعد از جناب
بشیر و نذیر رہتے ہیں تو ہم انکا کیا کرسکتے ہیں جتنا ہم ثابت کرینگے اُسیقدر غلبہ عداوت سے حضرات ہر لئے بادیہ انکار ہونگے جنکو اسبات کا
پورا یقین ہی کہ فردائے قیامت پوچھا جائیگا کہ بخلاف نصیحت و وصیت رسول شخص غیر مستحق کی خلافت کا اعتقاد کرکے اُسکو امر دین میں
اپنا حاکم کیوں قرار دیا وہ تو ممکن نہیں کہ بعد ملاحظہ حالات مندرجہ صدر شیخین وغیرہ کو باستحقاق جائز خلیفہ تسلیم کریں اور جو حضرات کہ دین آبائی پر

قایم رہنا پسند کرتے ہیں وہ بالیقین ہماری وجوہات لاجواب سے زیادہ جوش کھا کر حضرت امیر سے مثل نعمان بن عمرو کی سرگشتہ
ہو جاینگے جبکہ اشقیائے امت نے رسول مقبول کی زبان مبارک سے حق اہلبیت سب کچھ سنا او عمل کیا تو یہ چند سطور انکے سامنے کیا وقار
رکھتی ہیں خدائے کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ہم جتنا اہل نفاق کو اپنے عذاب سے ڈراتے ہیں وہ اور شدید ہوتے جاتے ہیں (ونخوفهم فما یزیدهم
الا طغیانا کبیرا) اہلسنت نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو ثلاثہ کی آڑلی افسوس ہے کہ وہ بھی ناکافی رہی اسعد بن ابراہیم بن الحسین بن علی
الحنبلی نے کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ حضرت امیر نے روبروئے ابوبکر بموجب حدیث غدیر اپنی امامت پر استدلال کیا ہے دیکھو جلد دوم حدیث
غدیر کا صفحہ (۱۵۳ و ۱۵۴) پس حضرت امیر کا روبروئے ثلاثہ و دیگر مواقع پر حدیث غدیر کو بحث خلافت میں پیش کرنا اسی بات کو ثابت کرتا ہے
کہ وہ مولا کو اولی جانتے تھے مفاد حدیث غدیر ایسا نہیں کہ جسکو کوئی عالم اہلسنت نہ سمجھا ہو اپنے اپنے مقام پر سب سمجھتے ہیں مگر بمصلحت انجان
ہو رہے ہیں سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں لکھا ہے کہ معرکہ صفین میں قیس بن سعد عبادہ انصاری نے بمقابلہ منکرین امامت یہ اشعار پڑھے ؎

قلت لما بغی العدو علینا　حسبنا ربنا و نعم الوکیل　وعلی امامنا و امام　لسوانا به اتی التنزیل
وعلی امامنا من کنت مولاہ　فهذا مولاہ خطب جلیل　انما قاله النبی علی الامة　ثم ما فیه قال و قیل

خلاصہ کلام قیس یہ ہوا کہ حضرت امیر سب کے امام ہیں اور آپکی امامت کا گلوبند اطاعت سب کی گردن میں پڑا ہوا ہے آنحضرت کا من کنت مولاہ کہنا گویا
ایسا خطاب جلیل ہے جسمیں اب قال و قیل بالکل بند ہے سبط ابن جوزی نے بعد نقل اشعار بالا کمیت شاعر عرب کے ابیات درج کئے ہیں جنمیں صاف طور پر
نمایاں ہے کہ آنحضرت نے جناب امیر کو امت پر حاکم و امیر گردانا ہے مگر مسلمانوں نے رسول کے ارشاد کی تعمیل نہ کی اور خلافت کو بایکدگر فروخت کر ڈالا
جیسے کہ خلافت مرتضوی کے تلف کرنے پر لوگوں نے کمر بندی کی اس طرح کسی کا حق برباد نہیں کیا گیا وہ شعر یہ ہیں ؎

نفی عن عینك الارق الهجوعا　وهمّا یمتری عنه الدموعا　لدی الرحمن یشفع بالمثانی　فکان لنا ابو حسن شفیعا
ویوم الدوح دوح غدیر خم　ابان له الولایة لو اطیعا　ولکن الرجال تبایعوها　فلم ار مثلها خطیرا

کمیت موصوف کی عبدالرحیم عباسی نے کتاب معاہد التنصیص میں بڑی تعریف کی ہے اور اجلہ شعرائے عرب سے انکو تسلیم کیا ہے افسوس سنی صاحبان
بچشم انصاف بند کئے ہوئے ہیں نہ تو اپنی کتابیں دیکھتے ہیں نہ ہمارے لکھے ہوئے مضامین پر نظر ڈالتے ہیں کجا بجا جو کچھ کہ سمجھ میں آگیا ہے اسی پر جمے ہیں
عرب و عجم کے اکثر ناثر و ناظم لوگوں نے حدیث غدیر کو اولی بتصرف سمجھا ہے حکیم سنائی جنکو ملا جامی نے نفحات الریاحین میں کبرائے طائفہ صوفیہ سے
لکھا ہے فرماتے ہیں ؎　حضرت مصطفی بروز غدیر　کردہ بر شرع خود مراو را امیر — شیخ فریدالدین عطار جنکے نام نامی
سے سنیوں کا بچہ بچہ واقف ہے مثنوی مظہر حق میں لکھتے ہیں ؎　چون خدا گفته است در خم غدیر　با رسول الله ز آیات منیر

ایها الناس این بود الهام او　آنکه از حق آمده پیغام او　گفت رو کن با خلایق این دعا　نیست اینم خود رسولم بر شما
هرچه حق گفته است من خود آن کنم　بر تو من امر حق آسان کنم　چونکه جبریل آمد و با من بگفت　من بگویم با شما راز نهفت

ہمچنیں گفتہ است قہار جہاں　　حق و قیوم خدائے غیب داں
مرتضیٰؑ والی دریں ملک من است　　ہر کہ ایں سر را نداند او زن است

اگر حسب خیال بعض حضرات سنیہ مولا بمعنی اولیٰ نہوتا تو یہ بزرگوار جنکو اسا جین کہتے ہیں اُس شخص کو زن کیوں تشبیہ دیتے جو کہ اولی تصرف کا منکر ہے جن علمار نے مولا کو معنی ناصر سمجھکر اولیٰ ہونے سے انکار کیا ہے وہ شیخ فرید الدین عطار کے نزدیک لباس زنانہ سے آراستہ ہیں۔ دیدہ باید شیخ عطار سے مخالفت کر کے کون صاحب بلی شکوں کی لونچی بنکر انگیا کرتی و تہمد چوڑیاں پہنکر ناک پر انگلی رکھکر کہتے ہیں کہ گو کیساہی ثبوت دو ہم تو تقلید شاہصاحب ہی کیے جائینگے جو خلاف عقل ہے میں ناظرین کو یہ ثبوت خلافت بلافصل اسقدر مطالب دکھلا چکا ہوں کہ انشاء اللہ اہل انصاف فائدہ اُٹھائینگے اور معاند عنید جلکر خاک سیاہ ہو جائینگے جاننا او سمجھنا چاہیے کہ لفظ مولا جسکو غدیر میں حضور انورؐ نے بحق مرتضویؑ ارشاد فرمایا ایسا ذی عزت ہے کہ جسکو خدا اور رسولؐ نے اپنی ذات سے چسپاں فرمایا ہے دیکھو قرآن میں نعم المولا چند جگہ وارد ہوا ہے نبیؐ نے من کنت مولاہ فرمایا ہے اہل اسلام باعتبار لفظ مولا جیسا کہ خدا اور نبی کو جانتے ہیں ایسا ہی علیؑ کو سمجھینگے اگر لفظ موصوف معمولی اور بیقدر ہے تو معاذ اللہ خدا اور نبی بھی ان لوگوں کے نزدیک محض بے حقیقت ہیں تمام اسلام میں سوائے علیؑ کے کوئی ایسا باتوقیر شخص نہیں جو بعد خدا اور رسولؐ مومنین کا مولا ہو حضرت ابوبکر و عمر نے گو کہ بڑی باشوکت سلطنت کی اور زبردستی اپنے آپ کو خلیفۂ رسولؐ کہلوایا مگر آج تک کسی نے اُن کو مولا نہیں کہا اور نہ کہہ سکتا ہے شاہ علی حسن صاحب جایسی صوفی نے مولا کا خوب فیصلہ کیا ہے صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہیں۔

عبث در معنی من کنت مولا می روی ہر سو　　علیؑ مولا بایں معنی کہ پیغمبر بود مولا

یعنی مولا کے معنی تجویز کرنے میں اہل اسلام خواہ مخواہ پس و پیش کرتے ہیں علیؑ اُس معنی سے مولا ہیں جیسے کہ رسولؐ مولا ہیں مسلمان صاحب جس حیثیت سے بمقابلہ خود رسولؐ کو جانتے ہیں اُسی صورت سے علیؑ کو سمجھیں جیسے نبیؐ مولا ہیں ویسے ہی علیؑ مولا ہیں ایک عام مثال بیان کرتا ہوں جس سے مولا کے معنی حاکم و سردار کے ہیں یہ قول مشہور ہے کہ (ضربۃ الغلام اہانۃ المولا) یعنی غلام کا پیٹنا اُسکے آقا کی اہانت ہے پس بعد نبیؐ حضرت امیرؑ تمام مسلمانوں کے آقا ہیں اور جملہ اہل اسلام اُنکے غلام۔ حضرات اہلسنت کی خدمت میں دست ادب باندھکر عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ بلا جنبۂ مذہب رسالہ ہذا کے مضامین پر نظر ڈالکر فائدہ دینی اُٹھائیں اور اگر ان مضامین کے باطل کرنے پر قدرت رکھتے ہیں تو زور قلم دکھلائیں۔ مومنین بالیقین حقیر کے انجام بخیر ہونیکی دعا فرمائیں۔ فقط

وما علینا الا البلاغ

تمام شد